

فِتنوں کی سرزمین

نجدِ یاعراق؟

مفتی

فیضانِ رحمتِ ربّی

حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی

رحمة الله عليه

ضیاء الیڈمی کراچی

فِتنوں کی سرزمین

نجدِ یاعراق؟

مُصَنَّف

فیضانِ نبویؐ شارحِ تجاری

حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی
رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء الیومیہ کراچی

فون: 2431600-2444061

دوکان نمبر ۱، خواجہ باؤس، چھاگلہ اسٹریٹ، کھارادر، کراچی

Mobile : 0300-2241632

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مکتبہ نمبر ۵

نام کتاب	فنون کی سرزمین، عراق یا نجد ؟
مصنف	فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ
تعداد	۱۰۰۰
صفحات	۸۸
سن اشاعت	ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ فروری ۲۰۰۵ء
کمپوزر	الوقار پرائز 2138240-0300
ناشر	ضیاء اکیڈمی، کراچی
قیمت	روپے



ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی اور لاہور۔ فون: 2210212
- مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی۔ فون: 4926110
- مکتبہ رضویہ، گاڑی کھانہ، آرام باغ، کراچی۔ فون: 2627897
- ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی۔ فون: 2203464
- ضیاء ٹیپ کسٹ سینٹر، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی۔ فون: 2204048
- حفیظ پاک پبلی کیشنز، نزد مسلم اللہ مسجد، کھارادر، کراچی۔
- عباسی کتب خانہ، جونا مارکیٹ، کراچی۔ فون: 7526456
- مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جٹ روڈ، کراچی۔ فون: 0300-2277454, 7722163
- مکتبہ قادریہ، برائٹ کارنر، نزد چاندی چوک، کراچی۔ فون: 4944672
- مکتبہ اہلسنت، برائٹ کارنر، نزد چاندی چوک، کراچی۔ فون: 2435088

عرض ناشر

ضیاء اکیڈمی اس لحاظ سے خوش نصیب ہے کہ اسے اپنی عمر کے ابتداء میں ہی چند ایسی کتابیں شائع کرنے کا شرف حاصل ہوا جن کی اس وقت شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی اور جو بازار میں کسی قیمت پر دستیاب نہ ہوتی تھیں۔

لہذا الحمد کہ ادارہ نے ”اسلام کا تصور الہ اور مودودی صاحب“، ”مولوی اسماعیل دہلوی اور تقویہ الایمان“، ”ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء“، ”تحریک تحفظ ختم نبوت اور قادیانیت“ بہت خوب صورت انداز میں چھاپ کر اہل ذوق کی خدمت میں پیش کر دیں۔

اب قارئین کے سامنے شارح بخاری حضرت مولانا مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی عمدہ تحقیق جو عراق اور نجد کے تاریخی پس منظر کو اجاگر کرتی ہے، پیش خدمت ہے۔ یاد رہے کہ یہ غیر معمولی تحقیق ہندوستان میں تین بار چھپ کر مقبول خواص و عوام ہوئی۔

ادارہ محترم و مکرم مفتی محمد ثاقب اختر القادری کا تہہ دل سے منظور ہے جن کی مساعی جیلہ کے باعث یہ کتاب منشاء شہود پر جلوہ افروز ہوئی۔ اس کتاب کی تخریج کا سہرہ بھی انہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ امید ہے کہ مفتی صاحب کا تعاون آئندہ بھی ادارہ کو حاصل رہے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں خیر و برکت عطا فرمائے آمین۔

محمد ریاض ضیائی

۷	مختصر گفتگو
۹	فتنوں کی سرزمین کون؟ عراق یا نجد
۱۲	آل سعود بھی غاصب ہیں
۱۴	نجد کے بارے میں احادیث
۲۰	ازالہ توہمات
۲۶	نجد کے فتنے
۲۶	مسئلہ کذاب
۲۷	ابن عبدالوہاب
۲۸	نجدی مذہب کی بنیاد
۲۹	ابن سعود کے کارنامے
۳۰	حجاز پر نجدیوں کے مظالم
۳۲	نجدیوں کا انجام
۳۲	دیوبندی بزرگوں کی شہادت
۳۵	ایک عراقی عالم کا انکشاف
۳۷	نجدی فتنے کا دوسرا دور
۳۹	انگریزوں سے ساز باز
۴۱	مکہ مکرمہ پر نجدیوں کے مظالم
۴۲	مدینہ منورہ کی بے حرشتی
۴۳	خلافت کمینی کی رپورٹ
۴۵	نجدیوں کی تردید
۴۵	نجدیوں کی جفا اور قساوت
۵۰	حالات حاضرہ
۵۲	عراق کے بارے میں

اداریہ

کتاب ہذا کی اشاعت جدید کے سلسلے میں
اپنی تمام تر مساعی کاوشوں کو میں
اپنے پیرو مرشد
قطب مدینہ،
خليفة اعلیٰ حضرت

حضرت علامہ مولانا ضیاء الدین قادری رضوی مدنی علیہ الرحمہ
کے اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں
گر قبول افتد زبے نصیب

محمد ریاض ضیائی

۵۸	دجال کے بارے میں
۵۹	دوسرے بلاد کے فتنے
۶۹	کونے کے بارے میں
۷۲	عراق کے قبائل
۷۴	بنی اسد بن خزیمہ
۷۴	بنی تمیم بن مرہ
۷۵	بنی تمیم ارباب
۷۵	بنی ثقیف
۷۵	بنی نضالہ
۷۵	بنی سلیم بن منصور
۷۶	بنی عامر بن صعصعہ
۷۶	بنی غطفان بن سعد
۷۶	بنی فزارہ بن ذبیان
۷۷	بنی کبر بن وائل
۷۷	بنی تغلب بن وائل
۷۷	بنی شیبان بن ثعلبہ
۷۷	الفدیکات
۷۸	ایک ضروری نوٹ
۷۹	بعد اذ شریف
۸۲	قرات شریف
۸۳	امامت کا جھگڑا
۸۴	یاللعجب
۸۶	اعجب العجائب

مختصر گفتگو

نجد روئے زمین پر وہ ازلی محروم خطہ ہے جس کی تاریخ ہمیشہ وحشت و بربریت کی نقیب رہی۔ یہی وہ بد بخت علاقہ ہے جس کے قبائل مضرب، ربیعہ، رعل، ذکوان، غطفان، بنو اسد وغیرہ اسلام دشمنی میں پیش پیش رہے۔ مسئلہ کذاب، طلحہ بن خویلد اسدی جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کا خمیر اسی مٹی سے تھا۔ بزمعوضہ کا واقعہ جس میں تقریباً ستر (۷۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تلخ کے لئے بلا کر دھوکہ سے قتل کیا گیا، نجد کے سپوت ہی اس کے کارندے تھے۔

تاریخ جدید کی طرف نظر اٹھا جائے تو سلطنت عثمانیہ کے خلاف اتحادیوں کے اشارے پر شورش پیا کرنے والے یہی نجد کے لٹیرے تھے۔ یہی وہ بے ضمیر تھے جو سیدہ ہونیوں کے کاندھے پر پڑھ کر قائل ہوئے، گنبد خضراء جو اہل ایمان کا مرکز و محور ہے، اسے ڈھانے کی کوشش کی مگر خدائی حفاظت کہنا کام رہے، مساجد جو سیدہ کوئین رضی اللہ عنہا کی نسبت سے مختلف مقامات پر جلوہ گر تھیں انہیں شہید کیا، جنت البقیع شریف جہاں نہ جانے کتنے صحابہ کرام و تابعین عظام کی آرام گاہیں ہیں وہاں ہلڈوز رچلوا لیا گیا۔ غرض انبیاء علیہم السلام و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نشانیاں ہوں یا اولیاء عظام کی یادگاریں، انہیں پامال کرنا ان شیطانوں کا محبوب مشغلہ رہا، تعظیم و محبت رسول کی ہر ادا ان کے نزدیک شرک و بدعت ٹھہری لیکن اپنی عزت و عظمت کا ایسا شوق اٹھا کہ معاذ اللہ کعبہ کے دروازے پر بھی ان نجدی عیاشوں نے اپنا نام کھوایا۔ مسجد الحرام کے دروازے بھی اپنے نام سے تغییر کروائے، مسجد نبوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام میں اپنی نشانیاں چھوڑیں۔

خلیج کی جنگ ہو یا افغانستان و عراق کی، بیس و لندن کے نائٹ کلب میں عیاشی کرنے والے ان نجدی سوراوٹوں کا دامن حمایت یہود و نصاریٰ سے ہی جزا رہا۔ حبیب کبریاء والی بیسیاں شفیق مدنیوں نے غیبی داں نے نجد کی اس ازلی شقاوت کی بناء پر ہی اس کے لئے دعا سے انکار فرمایا اور فرمایا،

یعنی، وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہاں سے شیطان کے پیرو نکلیں گے۔

نیرنگی دوراں کہتے یا چاکدستی، نجد کے ”ن“ کی نجاست کہتے یا ”ج“ کی جہالت یا ”د“ کی دجالت، چند نجدی ریزہ خوروں نے امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ”نجد تو عراق کا نام ہے“ اسے کہتے ہیں ”چوری اور سینہ زوری“ اور ایسے ہی مقامات پر یہ کہاوت صادق آتی ہے کہ ”الناچورڈا شئے کو قوال“۔

شارح بخاری حضرت علامہ شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے احادیث کریمہ، جغرافیہ، تاریخ اور نجدیوں کی کتب سے یہ بات واضح فرمائی کہ ”نجد“ سے مراد وہی صوبہ نجد ہے جو تاج مقدس کے مشرق واقع ہے اور جو کہ سعود و عبدالوہاب کی ختم بھوی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم کے صدقہ میں تمام فتنوں خصوصاً اس نجدی بد مذہبیت سے ہم سب کو محفوظ و مامون فرمائے آمین۔

میرے پیرو مشد حضور تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی اختر رضا خاں الازہری قدس سرہ نے اپنے ایک خوبصورت کلام میں ان منافقوں کے لئے کیا خوب فرمایا،

نجدیوں کی چیرہ دہی یا الہی تاکے

یہ نکلائے نجد یا طیبہ سے جاے خیر سے

تیرے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد

الہی نکلے یہ نجدی نکلا مدینے سے

اس کتاب کے ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

از قلم

محمد ناظم خشت القادری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فتنوں کی سرزمین کون؟

عراق یا نجد

یوم عاشورہ دس محرم سن ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۲ اگست سن ۱۹۹۰ء بروز جمعرات عراق کے صدر صدرام حسین نے کویت پر قبضہ کر لیا اور اس آسانی کے ساتھ کہ ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کویت کے عوام اور فوج دونوں عراقی توجوں کے منتظر تھے۔

صدر صدرام حسین نے اس کارروائی کی وجہ یہ بتائی کہ عراق ایران جنگ کے دوران جبکہ عراق ہمدن جنگ میں مصروف تھا کویت کے شیخ جابر الصباح نے ہمارے حدود سے تیل کافی نکال لیا ہے۔ جنگ کے اختتام کے بعد جب کویت سے اس پر مواخذہ کیا گیا اور قیمت مانگی گئی تو کویت کے شیخ نے صاف انکار کر دیا صرف انکاری نہیں کیا بلکہ امریکا سے انتہائی خطرناک قسم کے مہلک ہتھیار خریدنے لگا اور بالکسی ظاہری سبب کے امریکہ کا چھٹا بحری بیڑہ عراق کی طرف چل پڑا۔ صدر صدرام حسین کا کہنا یہ ہے کہ ان وجوہ سے ہم نے خطرے کی بوجھوں کی اور موذی کواڈا پہنچانے سے پہلے مارو کے فارمولا پر عمل کرتے ہوئے ہم نے بطور حفظ ما تقدم یا اقدام کیا ہے۔

اس کے بعد کویت کے آقا امریکہ نے تقریباً تین طرف سے عراق کا محاصرہ کر لیا ہے بحری اور بری فوجیں لگا کر عراق کی مکمل ناکہ بندی کر دی ہے۔ اسی پر بس نہیں کیا بلکہ امریکہ نے اپنی حلیف مملکتوں کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے۔

اس خصوص میں نجدی مملکت کے شہنشاہ شاہ فہد کو سب سے زیادہ دلچسپی ہے۔ امریکہ وغیرہ کی ساری بری فوج انہیں کی حدود و مملکت میں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔

ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہماری حکومت کتاب و سنت کے مطابق ہے بلکہ توحید و سنت کی

اشاعت ہماری مملکت کا مقصود ہے مگر عراق کے عداوت میں کتاب وسنت کی ارشادات کو پس پشت ڈال دیا۔ یہود و نصاریٰ کے قدم سے عرب کی مقدس زمین کو ناپاک کر دیا، ان کے لئے شراب، خنزیر کا گوشت اور عورتیں مہیا کیں۔ یہ لوگ وہاں علانیہ صلیب پر تکی کر رہے ہیں۔

سر دست مجھے ان تفصیلات سے بحث نہیں البتہ جو لوگ بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ صدر صدام حسین کویت خالی کر دیں ان لوگوں سے یہ ضرور کہنا ہے کہ آخر یہ ایک طرف حکم کیوں صادر کیا جا رہا ہے، کویت کے شیخ سے یہ کیوں نہیں کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے عراق ایران جنگ کے درمیان بلا اشتقاق غیر آئینی طور پر تیل نکالا ہے اس کی قیمت عراق کو دیں اور آئندہ کے لئے ایسی چھوٹی حرکت کرنے سے تو بہ کر لیں۔

نیز یہ کہ جب صدر صدام حسین نے اعلان کیا کہ وہ اپنے کاسرا بیکل غزہ بنی بیت المقدس، مصر اور اردن کے جن علاقوں کو غصب کئے ہوئے بیٹھا ہے اسے واپس کر دے تو میں بھی کویت سے اپنی فوجیں بلا لوں گا یہ اللہ والے لوگ اس معقول مطالبے کی حمایت میں ایک لفظ ایوں نہیں بولتے، آخر کوئی خاص اندرونی راز تو ہے۔

اس خصوص میں نجدی مملکت کے ہم عقیدہ اور وظیفہ خواروں کو کافی دلچسپی ہے۔ یہ غریب اپنی پوری توانائی صدر صدام حسین اور عراق کے خلاف اور نجدی مسلک کی حمایت میں صرف کر رہے ہیں حتیٰ کہ دیوبندی گروپ کے نقیب اعظم بھی اسی کار خیر میں مصروف ہیں۔

ابھی اسی ہفتہ مؤنا تھہ جیجن سے کسی غیر مقلد صاحب کا ایک رسالہ نظر سے گزرا جس کو انہوں نے بقول خود شب و روز کے انتھک مطالعہ اور کدوکاوش سے لکھا ہے جس میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عراق سے بدتر دنیا میں کوئی سر زمین نہیں۔ نہ تھرانہ کاشی نہ ہر دوار نہ لندن نہ جیرس نہ ماسکونہ برلن۔

استنبی ای پریس ہوتا شاید ہم خاموش رہتے مگر جب اس کتاب کے ٹیپ کا بند دیکھا تو سمجھ آ گیا کہ اس کتاب کا اصل مقصد کیا ہے ناظرین ملاحظہ کریں صفحہ ۶۶ پر ہے:

”عراق میں چونکہ علم حدیث بہت کم تھا اس لئے عراقی آئمہ نے قیاس پر زور دیا، اور اس

میں خوب مہارت حاصل کی، اس سبب سے وہ اہل الرائے کے نام سے مشہور ہوئے اس گروہ کے امام ابوحنیفہ کوئی اور ان کے شاگردان عظام ہیں۔“

صفحہ نمبر ۶۸ پر ہے:

”رہے اہل الرائے تو یہ لوگ عراق والے ہیں جو امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کے ماننے والے ہیں۔“

بنی زعید: کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر دیلانی کی اولاد میں ہیں عراق سے شام و حلب منتقل ہو گئے جہاں کہیں رہے قتل و خون سے ہاتھ رکھتے رہے۔“ (ص ۱۰۰۹۹)

اس قبیلہ کو شخص شیعہ کی بناء پر سیدنا غوث اعظم علیہ السلام کی اولاد بتا کر ان پر کٹ چینی حقیقت میں سرکار غوث اعظم علیہ السلام کی ذات پر حملہ ہے بلکہ حقیقت میں حضور اقدس علیہ السلام پر حملہ ہے کہ جو بھی سرکار غوث اعظم علیہ السلام کی اولاد میں ہو گا تو وہ اولاد رسول ضرور ہوگا۔ اس سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ کتاب کے مؤلف کا اصل مقصد اس کتاب کے لکھنے سے امام آئمہ سراج الامام اعظم سیدنا ابوحنیفہ علیہ السلام و سرکار غوث اعظم علیہ السلام حضور اقدس علیہ السلام پر تہرا بازی ہے۔

اگرچہ ان باتوں میں سے ایک عبدالکریم شہرستانی اور دوسری ابن خلدون کے حوالے سے لکھی گئی ہے مگر یہ موصوف کی ہوشیاری ہے ورنہ کون نہیں جانتا کہ عبدالکریم شہرستانی ایک غیر ذمہ دار اور غیر معتد مصنف ہے اور ابن خلدون معترلی تھا۔

مولوی عبدالحی لکھنوی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

”علامہ عبدالرحمن حضری معترلی معروف بہ ابن خلدون“

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل الرائے تھے یا کتاب وسنت کے سب سے زیادہ قبیح۔ یہ بحث بقدر ضرورت نزہۃ القاری شرح صحیح بخاری کے مقدمہ میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ رہ گیا غیر مقلدین اہل حدیث ہیں یا اہل ہوئی اس کا تھوڑا سا نظارہ اس کتاب میں بھی آپ کر لیں گے جو لوگ اپنے مدعا کے ثبوت میں حدیث گڑھیں، تحریف معنوی کریں وہ کس طرح

مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی راجہ طبع اول ص ۷۲۔

اہل حدیث ہو سکتے ہیں اس کا فیصلہ ناظرین پر ہے۔

موصوف نے پہلے صدر صدام حسین پر جی بھر کر تہرا بازیاں کی ہیں کہ انہوں نے ایک آزاد مسلم ریاست پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے مگر شاید موصوف کو معلوم نہیں کہ اس کے سب سے بڑے مجرم ان کے قبلہ حاجت سودی حکمران ہیں۔ معلوم تو ہے لیکن اس سے انماض جس وجہ سے ہے اس کو ظاہر کرنا سردست ہم مناسب نہیں سمجھتے۔ ناظرین تاریخ کے اوراق الٹ کر خود ہی معلوم کر لیں۔

آل سعود بھی غاصب ہیں:

سعودی مملکت کے بانی محمد بن سعود ابتداً نجد کے علاقہ درعیہ کے ایک چھوٹے سے حصہ پر پُر امید تھے جن کی حیثیت ہمارے ہندوستان میں عبدالمغلیہ کے معمولی جاگیرداروں کی تھی۔ مگر امین عبدالوہاب بانی مذہب نجد سے سیکٹ کر کے انہوں نے پہلے اپنے ارد گرد، کے امیروں کو اس بنیاد پر لوٹا مارا کہ یہ سب مشرک ہیں۔ سوء اتفاقی سے انہیں دنوں میں عثمانیوں کی ترکی مملکت روس، جرمن، برطانیہ سے مسلسل جنگ میں الجھی ہوئی تھی۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ اندرونی خلفشار میں بھی پھنسی ہوئی تھی اس وقت پورا حجاز ترکیوں کے ماتحت تھا سعودی حکمرانوں کو جب ایک قوت حاصل ہو گئی اور انہوں نے دیکھا کہ مرکزی حکومت اندرونی اور بیرونی حملوں میں ایسی الجھی ہوئی ہے کہ حجاز کے حکمران کی کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ تو انہوں نے حجاز پر حملہ بول دیا، واصل فریب دھوکہ دہی، درندگی خونخواری کی ساری حدود کو پار کرتے ہوئے ہزار ہا ہزار بے گناہوں کا قتل عام کرتے ہوئے حریم مطہرین پر قبضہ کر لیا۔ اور انہیں اس طرح لوٹا کہ ویسے ایک شریف غیر مسلم بھی کسی مشتاق علاقہ کو نہیں لوٹا، جس کی قدرے تفصیل آ رہی ہے۔ مگر جب ترکی داخلی اور خارجی جھگڑوں سے مطمئن ہوئے تو ان نجدی ڈاکوؤں پر بھرپور وار کیا۔ جس کے نتیجے میں انہیں حجاز ہی نہیں نجد سے بھی ہاتھ دھونا پڑا اور کویت میں جلا وطنی کی زندگی گزارنی پڑی۔

مگر پھر جب سن ۱۹۱۴ء کی جنگ میں ترکی حکومت تباہ و برباد ہو گئی اور اس کے تمام مشرقی صوبے انگریزوں کی شہ پر خود مختار ہو گئے جس کے نتیجے میں حجاز کا رشتہ بھی مرکز سے کٹ

گیا۔ اور خود ترکی مرکزی حکومت میں اتنی قوت بھی نہیں تھی تو ۱۹۲۴ء میں پھر نجد یوں نے حملہ کر کے پہلے ریاض پر قبضہ کیا پھر پورے حجاز کو ہڑپ کر لیا۔ موصوف تو کیا بتائیں گے، ناظرین غور کریں اگر بقول موصوف کسی آزاد مسلم ریاست پر قبضہ کرنا حرام ہے تو اس کے سب سے بڑے مجرم خود نجدی مملکت کے فرمانروا ہیں۔

صدر صدام حسین نے تو بطور حفظ با تقدیم اور اپنے تئیں کی قیمت وصول کرنے کے لئے کویت پر قبضہ کیا پھر وہ ایک معقول مطالبے کے ساتھ کویت چھوڑنے پر بھی تیار ہیں لیکن سعودی مملکت کے فرمانرواؤں نے جوع الارض کی بیماری کی وجہ سے ڈاک ڈال ڈال کر ایک ہی نہیں کئی کئی مسلم ریاستوں کو ہڑپ کر رکھا ہے ان کے بارے میں بھی تو کچھ فرمائیے۔ پھر کویت ہی کو لیجئے یہ عراق ہی کا ایک حصہ تھا۔ موجودہ شیخ کے آباؤ اجداد نے ترکوں سے غداری کر کے انگریزوں کے لئے کام کیا۔ جس کے انعام میں انگریزوں نے عراق سے کٹ کر ان کو کویت دیا تھا۔ بقول آپ کے کویت کے شیخ نے عراق کا حصہ نصب کیا تھا آج صدام حسین نے اپنی مملکت کا غصب شدہ حصہ واپس لے لیا تو پھر آپ کیوں واہ یا مچاتے ہیں۔

اگر بات یہیں تک ہوتی تو شاید ہم خاموش ہی رہتے لیکن اس آویزش کو بہانہ بنا کر سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ پر، نیز سرکارِ غوث اعظمؒ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر تہرا بازی کی گئی ہے تو بحیثیت نجفی اور قادری ہونے کے ہمارے لئے یہ ناقابل برداشت ہے اس لئے ہم پر ضروری ہے کہ احادیث کریمہ کی روشنی میں جو بات صحیح ثابت ہے اسے ہم واضح کر دیں۔ ناظرین سے انتہاس ہے کہ وہ بغور سے پڑھیں اور اللہ توفیق دے تو حق قبول کر لیں۔

بروز دوشنبہ، ۷ جمادی الاولیٰ سن ۱۴۱۱ھ

۲۶ نومبر سن ۱۹۹۰ء

محمد شریف الحق امجدی

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

حدیث (۱) امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك لنا في يمننا قالوا وفي نجدنا قال اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك لنا في يمننا قالوا وفي نجدنا يا رسول الله ﷺ فافضه قال في الثالثة هناك الزلازل والفتن وبها يطمع قرن الشيطان^(١)

اے اللہ، ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت دے، اے اللہ ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت دے کچھ لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے خیر میں بھی۔ اس پر پھر فرمایا اے اللہ، ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت دے، اے اللہ ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت دے۔ ان لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے خیر میں یار اللہ (راوی نے کہا) میں گمان کرتا ہوں کہ تیسری بار یہ فرمایا (خیر کے لئے کیسے دعا کروں) وہاں زلزلہ اور فتنے جن وہاں سے شیطان کے پیرو نکلیں گے۔

اس حدیث میں نجد سے مراد سرزمین عرب کا مشرقی صوبہ ہے جس کی تھوڑی سی شمال مشرق سرحد عراق سے متصل ہے یہ علاقہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی نجد

١. محمد بن اسماعيل، بخاري، متوفى ٢٥٦هـ، بمحدث صحيح بخاري، جلد اول، ص ١٣١، جلد ثاني، ص ١٠٩١۔
٢. ابوعبدي الله محمد بن يحيى، ترمذي، متوفى ٢٦٩هـ، بمحدث، جامع ترمذي، جلد ثاني، ص ٢٣٣۔
- (١) مسند احمد، جزء ٢، ص ١١٨، مؤسسه قزوينيه مصر۔

صحيح ابن حبان، جزء ١٦، ص ٢٩٠، مؤسسة الرسالة، بيروت.
معجم الشيخ، جزء ١، ص ٣٢٥، مؤسسة الرسالة، دارالايمان، بيروت، طرابلس.
معجم ابو يعلى، جزء ١، ص ٨٧، ادارة العلوم الاثرية، فيصل آباد.
السنن الواردة في الفتن، جزء ١، ص ٢٥١، دارالعاصمه، الرياض.
الترغيب والترهيب، جزء ٤، ص ١٠١، دارالكتب العلمية، بيروت.

(۱۱) نجد مجددِ سلامت میں بھی عرب کے اس مخصوص خطے کا نام تھا اس پر جغرافیہ اور حدیثوں و سیر کی کتابیں دلیل ہیں۔ سر یہ موعودہ کے واقعہ میں مذکور ہے کہ ابو براء عاصم بن مالک بن جعفر نے جب یہ عرض کیا کہ آپ اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو اہل نجد کی ہدایت کے لئے بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ آپ کی دعوت قبول کر لیں گے اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اہل نجد سے اندیشہ ہے۔

طلحہ بن خویلد اسدی قطن میں رہتا تھا اس کے بارے میں ہے:

”قال ابن اسحاق فقط ماء من مياه نجد یعنی، ابن اسحاق نے کہا قطن نجد کے چشموں میں سے ایک چشمہ۔“

غزوہ ذات الرقاع کے بارے میں ہے:

”حتیٰ نزل نَحْلًا موضع من نجد من اراضی عطفان یعنی نخل نجد میں بنی عطفان کی آراضی میں سے ہے۔“

سی وادی کے بارے میں ہے:

نفى ذلك الوادى طوائف من قيس من بنى فزارة ثم سرية ابي قتادة او خدرة هي ارض محارب نجد الى غطفان بارض محارب.

جنتی، اس وادی میں بنی فراوا کی شاخ قیس کے کچھ گروہ رہتے تھے پھر ابو قحادہ کا سر یہ ہے کہ جو خدرہ کی طرف پہنچ دیا گیا تھا یہ نجد میں محارب کی زمین ہے غطفان کی طرف جو مرض محارب میں رستے تھے۔“

یہ سب تفصیلات زرقانی علی المواہب اللدنیہ سے لی گئی ہیں۔

نجد اور عراق اس عہد میں دو الگ الگ ملک تھے اسی لئے کہ نجد کی میقات اور ہے اور عراق کی اور۔ نجد کی میقات ”قرن المنازل“ ہے اور عراق کی میقات ”ذات عراق“ ہے۔ جب عہد رسالت میں نجد عرب کے ایک مخصوص خطے کا نام تھا اور عراق جس میں کوفہ و بصرہ، بغداد ہیں یہ الگ ملک تھا تو نجد بول کر عراق مراد لینا کسی طرح درست نہیں۔

(۳) اسی طرح نجد بول کر اس کا لغوی معنی بھی مراد لینا صحیح نہیں اس لئے کہ قرآن و احادیث میں ان کے الفاظ کریمہ کے وہی معنی مراد ہوتے ہیں جو عرف میں شائع و ذائع ہوں جب نجد عرب کے ایک مخصوص خطے کا نام تھا اور یہ معنی سب کو معلوم تھا تو یہی معنی مراد ہوگا دوسرا کوئی اور معنی مراد لینا تحریف معنوی ہے۔

(۴) اس حدیث میں بالاتفاق شام اور یمن سے مخصوص ملک مراد ہیں ان کے لغوی معنی مراد نہیں یہ اس پر قرینہ قویہ ہے کہ نجد سے بھی وہ مخصوص ملک مراد ہوگا نہ کہ لغوی معنی۔

(۵) نجد کے لغوی معنی بھی مراد لیں تو ملک نجد ہی متعین ہے اس لئے کہ ملک نجد بہ نسبت تہامہ کے بلند ہے۔ اور عراق کے بہ نسبت بھی جیسا کہ ابھی آ رہا ہے۔

(۶) اس حدیث میں قاتلوا فی نجد یا رسول اللہ اس کی دلیل ہے کہ یہ عرض کرنے والے مسلمان صحابی تھے جو نجد کے باشندے تھے عہد رسالت میں عراق کا کوئی باشندہ ایمان سے مشرف نہیں ہوا تھا البتہ نجد کے کچھ خوش بخت انسان ضرور مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ نجد سے مراد عراق نہیں بلکہ عرب کا یہ مشرقی صوبہ ہے جس کے کچھ باشندے مشرف باسلام ہو چکے تھے۔

(۷) اس حدیث میں یہ فرمایا گیا: هناك الزلازل والفتن اس کا ترجمہ کچھ لوگ یہ کرتے ہیں کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے کیا عرض کروں ان لوگوں کو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ مبتداء اور خبر کی ترکیب ہے جیسے زُلْزَلًا فَاقْبَلْہَا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ زلزلہ کھڑا ہے اسی طرح هناك الزلازل والفتن کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ”وہاں زلزلے اور فتنے ہیں“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ اس وقت وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اس زلزلے اور فتنے سے جو حیویت،

نصرانیت وغیرہ مراد نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ اس وقت پورا ملک شام نصرانی تھا اس کے باوجود وہاں برکت کے لئے دعا فرمائی اس سے مراد وہ شور و شیں ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے خلاف اہل نجد نے چار گچی تھی حدیث و سیرت کی کتابیں پڑھنے والوں پر مخفی نہیں کہ بدوی قبائل میں اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کے خلاف سب سے زیادہ جن لوگوں نے بار بار سازشیں کیں اور نت نئے طریقوں سے اسلام کو ختم کرنے کی کوششیں کیں وہ اہل نجد ہی تھے دوسرے قبائل میں یہ بات نہیں تھی۔

سر یہ رجع اور میر معونہ کے وہ ہوشربا واقعات کہ کس طرح دھوکے سے اسلام کی دعوت کے بہانے سے لے گئے اور ان سب کو کس بے دردی کے ساتھ قتل کر ڈالا کہ جس سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی پتا نہ صبر لبریز ہو گیا اور اتنا جلال آیا کہ مسلسل ایک مہینہ تک نماز میں قنوت نازل نہ پڑھ کر ان ظالموں کے لئے ہلاکت کی دعائیں کیں اور اسلام کے مخالف جن قبیلوں کا نام آتا ہے ان میں غطفان، بنی اسد، بنی سلیم، غنخل، قارہ، رغل، ذکوان، بنی فزارہ وغیرہ یہ سب نجد کے باشندے تھے۔ طلحہ بن خویلد اسدی نجد کے علاقہ قطن میں رہتا تھا یہی وہ شخص ہے جس نے پہلے مدینہ پر حملہ کے لئے فوجیں تیار کیں پھر مسلمان ہوا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا۔ نبوت کا دعویٰ کیا یہ قطن نجد کے علاقہ میں رہتا تھا۔ مضر، یہ نجد کے باشندے تھے۔ جن کی اسلام دشمنی سب کو معلوم ہے۔ عبد القیس کا وفد جب خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ ہم سوائے شہر حرام کے اور دنوں میں خدمت اقدس میں حاضر نہیں ہو سکتے ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر حائل ہیں مدینے اور یمن کے راستے میں یہی سعودیوں کا علاقہ ہے اسی علاقے میں قبائل مضر آباد تھے اس سے بڑھ کر لیجئے۔

مسئلہ کذاب نجد کے علاقے عینہ میں رہتا تھا یہیں پیدا ہوا تھا یہی وہ منحوس مقام ہے جو نجدی مذہب کے بانی نجدیوں کے شیخ اکل ابن عبد الوہاب کی بھی جائے پیدائش ہے مسئلہ کذاب کی قوت کتنی بڑھی ہوئی تھی سے جنگ یمامہ کی تفصیل سے معلوم کر سکتے ہیں۔

اس لئے یہ ارشاد ”هناك الزلازل والفتن“ بھی اس کی دلیل ہے کہ اس سے مراد

ملک نجدی ہے نہ کہ عراق۔

نجد کے بارے میں باقوت حموی نے لکھا ہے^۱

هو اسم للارض العريضة التي اعلاها تهامة واليمن واسفلها العراق والشام
وقال السكري وحده نجد ذات عرق من ناحية الحجاز كما تدور الحبال
معها الى المدينة يعني نجد اس چوڑی زمین کا نام ہے جس کے اوپر تہامہ اور یمن ہے
اور نیچے عراق اور شام، حجاز کی طرف سے نجد کی حد ذات عرق ہے جیسے جیسے پہاڑ مدینے
کی طرف گھومتا جاتا ہے۔

اسی میں عراق کے بارے میں ہے:

سمی عراقا لأنه منفل من نجد ودنا من البحر یعنی عراق کا نام عراق اس لئے پڑا
کہ وہ نجد سے نیچے سمندر سے قریب ہے۔

ناظرین ان عبارتوں کو غور سے پڑھیں۔ عجم البلدان قدیم جغرافیہ کی انتہائی مستند
کتاب ہے اس میں صاف اس کی تصریح ہے کہ نجد اس سرزمین کا نام ہے جو تہامہ اور عراق کے
مابین ہے نیز یہ بھی تصریح ہے کہ نجد کا علاقہ حجاز سے شروع ہوتا ہے نیز عراق نجد کے علاوہ دوسرا
ملک ہے جو نجد کے نیچے ہے اس لئے اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ نجد سے عراق مراد لیا جائے۔ مزید
لیجئے نجدی شہنشاہوں کے ایک ریزہ خوار لکھتے ہیں:

ربيعه بن نزار مالك نجد وما والاها الى اليمن۔ یعنی، ربیعہ بن نزار نجد سے یمن
تک کے بادشاہ تھے

اس کے حاشیے میں ہے۔

كانت ديار شعب ربيعة بلاد نجد وتهامة واليمامة والبحرين الى العراق۔

۱ ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الحوی، علامہ عجم البلدان، ج ۵ ص ۲۲۲۔

۲ ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الحوی، علامہ عجم البلدان، ج ۳ ص ۹۵۔

۳ راشد بن علی مشیر الوحدی السب، ملوک نجد ص ۳۱۔

یعنی، ربیعہ کی شاخوں کی بستیاں نجد و تہامہ، یمن، بحرین، میں تھیں عراق تک۔

اس عبارت میں نجد کے ساتھ اہل العراق اس کی دلیل ہے کہ نجد الگ ملک ہے اور
عراق الگ۔ نیز ”ما والاها الى اليمن“ بھی اس کی دلیل ہے کہ یہاں نجد سے مراد سعودی مملکت
کا علاقہ ہے نہ کہ عراق اس لئے کہ سعودی مملکت ہی کی سرحد یمن سے ملتی ہے۔ عراق کی کوئی سرحد
یمن سے نہیں ملتی۔ اگر اب بھی اطمینان نہ ہوا ہو تو خود اپنی تصریحات پڑھ لیجئے آپ نے علامہ
کرمانی، علامہ عینی کا یہ قول نقل کیا۔

تہامہ سے جو اونچی زمین کا علاقہ ہے یہی وہ نجد ہے جو اس الکفر (کفر کا سرچشمہ) اور
نجد قرن الشیطان (گمراہ فرتوں) کی جائے پیدائش ہے۔ (ص ۳۵)

اس کے بعد دوائے صفیہ پر علامہ عینی کا ارشاد نقل کیا ہے وہ رقم طراز ہیں:

نجد قرن الشیطان وہ خطہ زمین ہے جس کی حد تہامہ حجاز سے شروع ہو کر عراق کے نیچان
(غور یا ہلوان) پر ختم ہو جاتی ہے۔

اب ہر ہوشمند و نیدار خود فیصلہ کر لے کہ جب نجد کی حد عراق پر جا کر ختم ہو جاتی ہے تو
نجد سے عراق کیسے مراد ہوگا؟ پھر جب اس کی حد حجاز سے شروع ہے تو ہر شخص نقشہ اٹھا کر دیکھ لے
کہ حجاز اور عراق کے درمیان ریاض، درعیہ، الجساء ہیں یا کوہ، بغداد، بصرہ؟
سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی کا قول نقل کیا وہ لکھتے ہیں:

”کہ مکہ مکرمہ سے کوہ فی کی جانب کا نجد، نجد قرن الشیطان ہے“ (ص ۳۶)

اس ارشاد سے دو باتیں ثابت ہو گئیں اول: کوہ قرن الشیطان کی جائے پیدائش نہیں۔
دوسرے یہ کہ اس نجد سے مراد عراق نہیں، بلکہ سعودی مملکت کا نجد مراد ہے۔ جس کا جی چاہے اٹلس
لے کر مکہ معظمہ سے کوہ تبک خطہ پہنچ کر دیکھ لے کہ یہ کون سا علاقہ ہے۔

علامہ احمد خطیب قسطلانی آپ کے نزدیک بخاری کے مستند شارحین میں سے ہیں وہ
لکھتے ہیں:

۱ احمد محمد خطیب قسطلانی، علامہ۔ متوفی ۹۲۳ ھ ارشاد الساری جلد چہار ص ۲۱۲

كل ما ارتفع من ارض تهامة الى العراق فهو نجد يعني، سرزمین تہامہ سے لے کر عراق تک جو بلند علاقہ ہے وہ نجد ہے۔

غرض کہ لفظ حدیث کی دلالت سیاق و سباق کی دلالت داخلی خارجی قوانین کی دلالت شارحین حدیث کی تصریحات اصحاب بخاری کی تصریحات بلکہ خود سعودی حکمرانوں کے وظیفہ خواروں کی تصریحات سب اس کی دلیل ہیں کہ عہد رسالت سے لے کر آج تک نیز عراق کے علاوہ جزیرہ عرب کا ایک خطہ ہے جو اس کے جانب مشرق واقع ہے جو آج سعودی حکمرانوں کے زیر قبضہ ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس حدیث میں وارد لفظ نجد سے مراد عراق ہے اور سعودیہ عرب پر نجد کا اطلاق سو دو سو سال سے ہو رہا ہے حدیث کی تحریف معنوی ہے اور بے پڑھ لکھ لوگوں کو فریب میں ڈالنے کی کوشش ہے۔

ازالہ قہمات

۱..... کنز العمال میں بحوالہ مسند امام احمد اور ابن عساکر، یہ حدیث قدرے تفصیل سے ساتھ ہے اس میں وہی نجدنا کے بجائے وہی مشرقنا ہے اور ابھی ہم تفصیل سے ثابت کریں گے کہ اس حدیث میں مشرق سے مراد نجد ہی ہے۔

۲..... البتہ اسی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث جو ذکر شام میں ہے، وہ عراق ہے اسی طرح جامع الامکنہ میں امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بھی ہے ان روایات کی بل بوتے پر بڑے زور شور کے ساتھ عراق کی قباح میں صفحے کے صفحے سیاہ کر دیئے ہیں عراق کی عداوت کے جوش میں اپنے ان اصول کا بھی ہوش نہ رہا جن پر غیر مقلدیت کی بنیاد قائم ہے۔ ہندوستان میں غیر مقلدیت کے معلم جانی ان کے شیخ الکلی فی الکلی معیارالحج میں لکھتے ہیں:

”مؤلف نے دلائل میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جن کی طرف ہم کچھ التفات نہیں۔ یعنی ایک روایت ابوداؤد جس کے راوی میں ضدام تھا ایک روایت مجملہ کیر طبرانی، ایک روایت ابن ابی عمیر کے کلام کرد یا اور جو روایتیں صحیحہ متداولہ تھیں ان کو نقل

کر کے جواب نہیں دیا یہ کیا دینداری ہے؟ اور کیا مراد لگی؟ کہ بخاری مسلم چھوڑ کر ابن ابی عمیر کے جواب میں اس طرح لکھا ہے: ”

جو صاحب احناف کی دینداری اور مردانگی کا نظارہ کرنا چاہتے ہوں وہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا رسالہ، ”حاجز البحرین الواقعی عن جمع الصلوٰتین“ کا مطالعہ کریں یا کم از کم نزہۃ القاری شرح بخاری کا مقدمہ پڑھ لیں۔

ہمیں یہاں ناظرین کو یہ بتانا ہے:

اولاً جب ان اللہ والوں کے مذہب کی بنیاد اس پر قائم ہے کہ بخاری مسلم کو چھوڑ کر ابوداؤد کی بھی حدیث غیر معتبر، تو پھر بخاری ترمذی کی معارض ابن عساکر کی حدیث کیسے معتبر ہوگی خود شاہ ولی اللہ صاحب نے ابوداؤد کو طبقہ ثانیہ میں اور ابن عساکر کو طبقہ رابعہ میں رکھا ہے۔ تو جن لوگوں کے مذہب میں بخاری مسلم کے معارض ابوداؤد کو طبقہ ثانیہ کی حدیث غیر معتبر جس کا درجہ صحت میں بخاری مسلم کے بعد لقیہ صحاح ستہ سے مقدم ہے تو عراق کی عداوت میں بخاری و ترمذی کی صحیح حدیث کو چھوڑ کر ابن عساکر کو طبقہ رابعہ کی حدیث کو دلیل میں لانا کون سی دینداری اور مردانگی ہے۔

ثانیاً غیر مقلدین کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث منقطع، مرسل لائق استناد نہیں۔ یہاں جو حدیث امام حسن بصری سے مروی ہے وہ مرسل منقطع ہے کیونکہ ان کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں ہوئی اور وہ براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں عراق کی عداوت کے جوش میں اپنے اصول کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنا وہ ایثار ہے جو ان اللہ والوں کے سوا کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔

ثالثاً حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں یہ ہے: ”یا نبی اللہ وعراقنا“ یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ گزارش کرنے والے مسلمان تھے اور عراق کے باشندے۔ اب اشکال یہ ہے کہ آج جو عراق صدام حسین کے ماتحت ہے جس میں کوفہ، بصرہ اور بغداد ہے وہاں کا کوئی باشندہ عہد رسالت میں مسلمان نہیں ہوا تھا لامحالہ ماننا پڑے گا کہ یہ کسی راوی کا وہم ہے حضرت ابن عباس کی روایت میں یقینی طور پر اور حضرت ابن عمر کی روایت میں تو ہم کا احتمال ضرور ہے۔ اور

استیال کے بعد استدلال باطل۔

حدیث (۲) امام احمد امام بخاری، امام مسلم وغیرہ محدثین نے بالفاظ مختلفہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا:

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يشير إلى المشرق فقال ان الفتنة ههنا ان الفتنة ههنا من حيث يطلع قرن الشيطان^(۱)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ مشرق کی جانب اشارہ کر کے فرمایا ہے شک فتنہ وہاں ہے بے شک فتنہ وہاں ہے وہاں سے شیطان کے پیر نکلیں گے۔

حدیث (۳) امام بخاری وغیرہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رأس الكفر نحو المشرق، والفخر والخيلاء في أهل الحيل والإبل،
والفدادين أهل الوبر^(۲)

۱۔ احمد بن حنبل، امام بخاری، متوفی ۲۴۱ھ، مسند، جلد دوم، ص ۷۳۔

۲۔ محمد بن اسماعیل، بخاری، محدث، متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، اول، ص ۲۲۳۔

۳۔ محمد بن اسماعیل، بخاری، محدث، متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، اول، ص ۲۶۶۔

(۱) صحیح مسلم، جزء ۴، ص ۲۲۸-۲۲۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت

موطا مالک، جزء ۲، ص ۹۷۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت

المعجم الأوسط، جزء ۱، ص ۱۲۲، دار الحرمین، القاهرة۔

مسند امام احمد بن حنبل، جزء ۲، ص ۱۸، ۴۰، ۷۲، ۹۱، ۱۱۱، ۱۲۱، ۱۴۰، ۱۴۳، مؤسسة قریطہ، مصر۔

(۲) صحیح بخاری، جزء ۳، ص ۲۰۲، دار ابن کثیر، بیروت۔

صحیح مسلم، جزء ۱، ص ۷۲-۷۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

المعجم الأوسط، جزء ۲، ص ۲۰۵، دار الحرمین، القاهرة۔

مسند احمد، جزء ۲، ص ۵۰۶، ۱۸/۲۵۲، مؤسسة قریطہ، مصر۔

یعنی، کفر کی جز مشرق کی طرف ہے کلمہ اور گھنڈ گھوڑے اور اونٹ والوں کا شکاروں اور خیمے والوں میں ہے۔

حدیث (۴) امام بخاری نے حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابوسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الا ان القسوة وغلظ القلوب في الفدادين عند اصول اذئاب الابل حيث يطلع قرنا الشيطان في ربيعة ومضر^(۱)

سنوے رچی، سنگدلی، کاشتکاروں، اونٹوں کی دمنوں کی جڑوں کے پاس ہے ربیعہ اور مضر میں جہاں سے شیطان کے دو پیر نکلیں گے۔

ان احادیث میں مشرق سے مراد نجد ہی ہے اور کوئی دوسرا علاقہ نہیں اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مدینہ طیبہ سے مشرق نجد ہے نہ کہ عراق۔ عراق شمال کی طرف بنا ہوا مشرق اور شمال کے کونے پر ہے۔ نقشہ منسلک ہے ہر شخص اس کو دیکھ کر اطمینان کر سکتا ہے اور یہ خود بخود ہی صاحب کو تسلیم ہے۔ لکھتے ہیں عراق کا مثل وقوع مدینہ منورہ سے شمال مشرق کی جانب ہے (ص ۱۷)۔

۲۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ منبر کے پہلو میں کھڑے ہو کر مشرق کی طرف منہ کر کے اور بعض روایتوں میں یہ ہے کہ امام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارکہ کے پاس کھڑے ہو کر مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا فتنہ ادھر ہے جہاں سے شیطان کی پیروی نکلیں گے۔ منبر اقدس سے ایک خط مستقیم کھینچیں جو حجرہ عائشہ سے گزرتا ہوا پورب کی طرف چلا جائے تو یہ خط سیدھے نجد پر گزرے گا۔ اس لئے متعین ہے کہ اس سے مراد نجد ہی ہے۔

۱۔ محمد بن اسماعیل، بخاری، محدث، متوفی ۲۵۲ھ، صحیح بخاری، اول، ص ۳۶۶۔

(۱) صحیح بخاری، کتاب بدء الحق، رقم الحديث ۳۰۵۷

صحیح مسلم، کتاب الايمان، رقم الحديث ۷۲

مسند احمد، باقي مسند المكثرين، رقم الحديث ۱۴۰۳، ۶۸، ۱۴۰، ۱۸۸، ۱۴۱۔

۳- حضرت عقیدہ اور حضرت ابوسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے ”فی ربیعة واربعة“

ربیعة اور مضر اس عہد میں نجد میں رہتے تھے۔ نہ کہ عراق میں جیسا کہ ربیعہ کے بارے میں خود ایک نجدی مصنف کی تصریح گزاری اور خود کو ہی صاحب کی ربیعة اور مضر کے بارے میں آری ہے۔

۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں یہ ہے: ”رأس الکفر نحو المشرق“ کفر کی جزمشرق کی طرف ہے، یہ جزمسیلہ کذاب تھا جو نجد کے علاقہ عینہ میں پیدا ہوا تھا۔

۵- حضرت عقیدہ اور حضرت ابوسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں، ”قرنا الشیطان“ ہے تنبیہ کے ساتھ یعنی شیطان کے دو بیرونکلیں گے ایک تو سب کو معلوم ہے کہ مسیلمہ کذاب تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب کا ہم وطن ابن عبدالوہاب ہے اور یہ دونوں نجدی میں پیدا ہوئے تھے۔

۶- اس حدیث میں یہ بھی تخصیص ہے کہ ”شیطان کے دونوں بیرون“ ربیعہ اور مضر میں ہوں گے مسیلمہ کذاب بھی مضر میں سے تھا اور ابن عبدالوہاب بھی مضر میں سے تھا۔

۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث: ”اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا“ کو امام احمد نے اپنی سند میں ان الفاظ میں روایت کیا: ”فقال رجل وفي مشرقنا يا رسول الله ﷺ“

فقال رسول الله ﷺ هناك يطلع قرن الشيطان وبها تسعة اعشار الشر (۱) ایک صاحب نے عرض کیا اور ہمارے مشرق میں یا رسول اللہ! تو فرمایا وہاں شیطان کے بیرونکلیں گے، ہاں ۹/۱۰ شربت۔

ایک روایت دوسری کی تفسیر ہوتی ہے اس روایت میں مشرقنا ہے اور عام شہور و معروف روایتوں میں وہی نجدنا ہے یہ دلیل ہے کہ مشرق سے مراد نجد ہی ہے نہ کہ عراق۔

۱- احمد بن حنبل، امام ہوتو فی ۲۳۱ھ، سند، جلد ثانی، ص ۹۰۔

(۱) بعض میں وہ تسعة اعشار الکفر کے الفاظ بھی آئے ہیں

مجمع الزوائد، جزء ۱۰، ص ۵۷، دارالربان للتراث، القاہرہ۔

المعجم الأوسط، جزء ۲، ص ۲۴۹، داراحیاء التراث العربی، مصر۔

مسند الرمیان، جزء ۲، ص ۴۲۱، مؤسسة قرطبہ، القاہرہ۔

حدیث (۵) بخاری لمیں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

يخرج ناس من قبل المشرق يقرؤون القرآن لا يحاوزونهم يقرءون من الدين كما يقرء السهم من الرمية ثم لا يعودون فيه حتى يعود السهم الى فوقه قيل ما سيماهم قال سيماهم التحليق او قال التسبيد (۱)

مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ پار کر کے نکل جاتا ہے اسکے بعد دین میں لوٹیں گے نہیں یہاں تک کہ تیر اپنے چلنے کی طرف لوٹے، پوچھا گیا ان کی علامت کیا دین ہے؟ فرمایا، ان کی علامت سرمندانا ہے یا تسبید (پیشانی کا گھد)

نجدیوں سے پہلے جتنے بھی مذہب پیدا ہوئے ان میں کسی کی بھی علامت سرمندانا نہیں تھی البتہ نجدیوں نے ضرور سرمندانے کو اپنا شعار بنا رکھا اس لئے یہ حدیث اس پر نص ہے کہ اس میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ نجدی ہی ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی عورت ان کے دین میں داخل ہوتی تو اس کا بھی سرمندا ہے۔

۱- ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، محدث، ہوتو فی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، جلد ثانی، ص ۱۱۲۸۔

(۱) صحیح بخاری، جزء ۶، ص ۲۷۸۴، دار ابن کثیر، بمامہ۔

المستدرک، جزء ۳، ص ۵۰۳/۱۶۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

مجمع الزوائد، جزء ۶، ص ۲۲۹، دار الربان للتراث، القاہرہ۔

السنن الکبریٰ، جزء ۵/۲، ص ۱۵۸/۳۱۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

سنن النسائی المجتبى، جزء ۷، ص ۱۲۰، مکتب المطبوعات الإسلامیہ، حلب۔

سنن ابن ماجہ، جزء ۱، ص ۶۲، دار الفکر، بیروت۔

کتاب السنن، جزء ۲، ص ۳۷۵، الدار السلفیہ، الہند۔

مسند البزار، جزء ۹، ص ۳۰۵/۲۹۴، مؤسسة علوم القرآن، بیروت۔

مسند احمد، جزء ۴/۳، ص ۴۲۴/۶۴، مؤسسة قرطبہ، مصر۔

مسند الرمیان، جزء ۲، ص ۲۶، مؤسسة قرطبہ، مصر۔

شیخ الاسلام علامہ سید زبئی دحلان نے لکھا کہ،

”یہ حدیث نجدیوں کے بارے میں صریح ہے سید عبدالرحمن اہل مفتی زبیر فرماتے تھے، ابن عبدالوہاب کے رد کے لئے کسی کو کوئی کتاب لکھنے کی ضرورت نہیں اس کے رد میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کافی ہے ”سمیہم التحلیق“ ان کی علامت سرمنڈانا ہے اس لئے کہ ان کے علاوہ دیگر بد مذہبوں میں سے کسی نے بھی اس کو اپنی علامت نہیں بنایا۔

ابن عبدالوہاب ان عورتوں کو بھی سرمنڈانے کا حکم دیتا جو اس کے مذہب میں داخل ہوتیں ایک بار ایک عورت نے اس پر حجت قائم کر دی یہ عورت بالجبر اس کے دین میں داخل گئی اور نجدی کے ذمہ کے مطابق اس نے تجدید اسلام کیا۔ تو نجدی نے اس کے سرمنڈانے کا حکم دیا۔ اس عورت نے کہا اگر اپنے مردوں کی داڑھیوں کے منڈانے کا حکم دے تو تجھے جائز ہوگا؟ کہ عورتوں کے سرمنڈانے کا حکم دے۔ اس لئے کہ عورتوں کے سر کا بال مردوں کی داڑھیوں کے بمنزل ہے اس پر وہ کافر بہوت ہو گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ ابن عبدالوہاب نے یہ اس لئے کہا کہ اس پر اور اس کے متبعین پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد صادق ہو ان کی علامت منڈانا ہے اس لئے کہ منڈانے سے متبادر سرمنڈانا ہوتا ہے۔“

نجد کے فتنے

مسئلہ کذاب:

حضور اقدس ﷺ کے عہد مبارک میں نجدیوں نے کتنے فتنے اٹھائے۔ اس کی پوری تفصیل احادیث و سیر کی کتابوں میں موجود ہے تو تفصیل دیکھنا چاہے وہ کتب حدیث و سیر کا مطالعہ کر لے ان فتنوں میں سب سے عظیم فتنہ اور خطرناک مسئلہ کذاب تھا جس نے بہت قوت پکڑ لی

تھی، جس کو نبیست و ناپود کرنے کے لئے سیدنا خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منتخب صحابہ کرام کا لشکر جرار لے کر کین اتنا سخت مقابلہ ہوا کہ بعض اوقات مجاہدین اسلام کے پیر اکھر گئے لیکن پھر اللہ کی مدد سے حضرت سیف اللہ کی فتح عظیم حاصل ہوئی اس جنگ میں اسنے صحابہ کرام شہید ہوئے کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق اکبر سے یہ عرض کیا: ”ان القتل قد استحریوم الیمامة بالناس“ (۱) ”یوم یمامہ لوگوں کا قتل عام ہو گیا۔

صحابہ کرام کی برکت سے مسئلہ کذاب مارا گیا اور اس کا فتنہ بچ و بن سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا۔

ابن عبدالوہاب:

اب شیطان کے دوسرے پیرو لی کہانی سنئے:

مسئلہ کذاب ہی کی جاتے پیدائش مینیہ ہی میں خاص اس کے قبیلے بکر بن وائل میں سن ۱۷۰۳ء مطابق سن ۱۱۱۵ھ مذہب وہابیت کا بانی عبدالوہاب پیدا ہوا اور اپنے غیر مقلد استادوں، شیخ محمد حیات سندھی و شیخ عبد اللہ بن ابراہیم بن سیف کے اثر سے انتہائی متعصب غیر مقلد ہو گیا اور اپنی عیاری اور چالاکیت وہابیت کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا چونکہ اس کے باپ دادا وغیرہ پیروی مریدی کرتے تھے ان کا ایک اثر ملک میں تھا تو ہم پرست مریدین میں آنتھوں پرستی

(۱) صحیح بخاری، جزء ۶/۲، ص ۱۷۲۰/۱۹۰۷، ۲۶۲۹/۱۹۰، دار ابن کثیر، یمامہ۔

صحیح ابن حبان، جزء ۱۰، ص ۳۶۰، مؤسسة الرسالہ، بیروت۔

سنن الترمذی، جزء ۵، ص ۲۸۳، دار أحیاء التراث العربی، بیروت۔

سنن بیہقی کبری، جزء ۲، ص ۴۰، مکتبہ دار الباز، مکة المکرمہ۔

سنن کبری للنسائی، جزء ۵، ص ۹۱۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

مسند الطیالسی، جزء ۱، ص ۱۰۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

مسند أبو یعلی، جزء ۱، ص ۶۶، دار الامون للتراث، دمشق۔

شعب الإیمان، جزء ۱، ص ۱۹۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

عام ہوتی ہے اس لئے پھر زادہ ہونے کی وجہ سے اعراب اس کے پیچھے نہیں چھٹنے لگے۔
اس نے مختصر لہ، ظاہر یہ اور دوسرے گمراہ فرقوں کے تفردات کو اپنا کر پوری دنیا کے مسلمانوں سے الگ تھلک ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔ اس کے مذہب کی بنیاد اس پر قائم تھی:

نجدی مذہب کی بنیاد

- (۱) اس وقت روئے زمین پر جتنے مسلمان ہیں خواہ وہ کہیں کے بھی باشندے ہوں حتیٰ کہ خود نجد کے بھی کافر و مشرک ہیں اور مسلمان صرف وہی ہیں۔
- (۲) چونکہ تمام جہان کے مسلمان کافر و مشرک ہیں اس لئے فرض ہے کہ ان سے لڑیں اگر وہ ہماری پیروی نہ کریں تو انہیں قتل کر ڈالیں ان کی عورتوں کو لوٹ لیا جائیں۔ ان کے بچوں کو غلام بنالیں اور ان کے اموال کو مال غنیمت،

ابن سعود سے چیکٹ لیکن اس عقیدے کو پھیلانے کے لئے قوت کی ضرورت تھی اس کے لئے اس نے نجد کے مشہور شہر درعیہ کے والی ابن سعود کو شیشے میں اتارا اور تھکے میں اپنی بیٹی پیش کی^۱ اور اس سے ملاقات کی اس ملاقات میں ابن عبد الوہاب نے اس کے سامنے اپنا فارمولہ رکھا اور اس کے فوائد بتائے کہ اگر تم اس پر عمل کرو گے تو ایک بڑے حکمران بن جاؤ گے اور دنیا کے مشہور و معروف افراد میں تمہارا شمار ہوگا۔ اور انتہائی جوشیلی فوج مفت ہاتھ آگے لگی اس فارمولہ کی بنیاد پاتیں یہ ہیں کہ اس دور کے سارے مسلمان کافر و مشرک ہیں ان کو قتل کرنا، ان کے مال کو لوٹنا ان کی حکومتوں پر قبضہ کرنا سب سے اہم فرض ہے، اگر تھوڑی سی ہمت کرو تو مال بھی ہو جاؤ گے اور ایک بہت بڑے فرمانروا بھی۔ ابن سعود یہ سن کر باغ باغ ہو گیا اور اس نے ابن عبد الوہاب سے یہ کہا:

اے شیخ! یہ تو بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول کا دین ہے میں آپ کی امداد و اعانت اور مخالفین تو حید (عامہ مسلمین) سے جہاد کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن دشمنوں کے ساتھ۔

۱۔ صدیق حسن خاں بیجو پالی، تاریخ الحکمل، ص ۳۰۰۔

شرط اول: اگر ہم نے آپ کی مدد کی اور اللہ نے ہمیں فتح دی تو آپ ہمارا ساتھ نہ چھوڑیں۔
شرط دوم: اہل درعیہ سے فصل کے وقت میں کچھ مقرر محصول لیتا ہوں، آپ مجھے اس سے نہ روکیں۔

شیخ (ابن عبد الوہاب) نے جواب دیا:

پہلی شرط بصرہ چشم، نلوار، لب ہاتھ ملاؤ۔ الدم بالدم والہدم بالہدم میرا خون تمہارا خون، میری تباہی تمہاری تباہی۔ رہی ۹۹ سری شہ، اسوان شا، اللہ تمہیں فوحت اور غنیمتوں میں اتنا کچھ دے جائے گا کہ اس خراج کا دل میں خیال بھی نہ آئے گا۔

ایک اور نجدی مورخ سہارشی لکھتے ہیں:

امیر (ابن سعود) اور شیخ (ابن عبد الوہاب) میں سرمدت اور موافقت کے اقرار ہوئے۔ چنانچہ تلوار، ابن سعود کی تھی اور مذہب شیخ محمد بن عبد الوہاب کا۔ آج اس واقعہ کو دو سو برس گزر چکے ہیں لیکن یہ تعلق اور اشتراک قائم ہے۔

معابد کے سے وقت شیخ محمد بن عبد الوہاب کی عمر ۴۲ سال تھی، اسی سال شیخ نے توحید کے اجراء و نفاذ کے لئے شریلین (عامہ و متین) کے خلاف جنگ کردی۔

ابن سعود کے کارنامے:

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس وقت ابن سعود کی حیثیت بالکل وہی تھی جو مغلیہ دور میں عام جاگیرداروں کی تھی۔ ابن سعود درعیہ اور اس کے ملحقہات کا امیر تھا ابن عبد الوہاب سے معاہدے کے بعد ابن سعود نے سب سے پہلے اپنے پڑوسی ریاض (نجد کے موجودہ دارالسلطنت) کے امیر و ہم بن و دارالریاض کے ایک مسلسل تیس سال تک جنگ چلی رہی جس میں کم از کم چار ہزار عرب مارے گئے، ان کے بعد احساء، جامع زہیر اور دوسرے علاقوں پر وقتہ وقتہ کے ساتھ

۱۔ مسعود عالم ندوی، محمد بن عبد الوہاب، ص ۳۹-۴۰۔

۲۔ سر دائرہ شعی، بی، اسوان، حیات سلطان عبدالعزیز السعود، ص ۴۲-۴۳۔

حملہ کر کے پورے نجد پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اس جنگ میں نجدیوں نے ہزار ہائے کناہ مسلمانوں کا قتل عام کیا ان کے اموال کو لوٹا ان کی بیٹیوں کو بر باد کیا اور ہتکتوں و مزارات کے قبضہ ڈھانے اور کتنی مساجد شہید کیں جن میں بہت سے صحابہ کرام کے مزارات تھے اس عہد میں پورا حجاز عثمانی ترکوں کے زیر نگین تھا یہ وہ فخر روزگار قوم ہے جس نے پانچ سو سال تک یورپ کے متحدہ حماد کو روک رکھا، خود سینے پر گولیاں کھاتی رہی اور پورے ملت اسلامیہ کو چین کی نیند سلاتی رہی مگر اللہ عزوجل کی شان بے نیازی کرائیں دنوں میں جب کہ آل سعود پورے نجد پر قبضہ کر کے ایک قوت بن چکے تھے، عثمانی ترکوں سے برطانیہ روس جرمنی نے جنگ چھیڑ دی اور اس کا سلسلہ مدت دراز تک چلتا رہا دوسری افواج ترکوں پر یہ بڑی کدخدوان میں تخت کے مختلف دعویداروں کے مابین سخت نزاع ہوئی جس کے نتیجے میں یکے بعد دیگرے کئی تخت پر بیٹھنے والے مارے گئے نجد کے درندے یہ سب بہت خوشی سے دیکھتے رہے جب انہوں نے اچھی طرح محسوس کر لیا کہ ترک کی مرکزی حکومت میں اتنی قوت نہیں ہے کہ حجاز کی کوئی مدد کر سکے تو اس نے حجاز پر حملہ کر دیا اس کا سلسلہ حجاز کے والی غالب پاشا تھے اس کی تفصیل حضرت مولانا شاہ فضل رسول سیف اللہ المسلموک عثمانی بدایونی قدس سرہ کی زبانی سنئے لکھتے ہیں:

حجاز پر نجدیوں کے مظالم:

اس عاقبت نامچو نے نام نہاد یازارت کعبہ بن ۱۲۲۱ اور آخر ایام سلطنت سلطان

سلیم، ثالث، نے بڑے بھیڑ کے ساتھ اللہ کے گھر پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔

وہ اشقیاء قرن المنازل کہ میقات نجد کا ہے آپہنچے وہاں سے کہ کچھوڑ دوڑ ماری طائف پر۔ اور بے جہت اور بے باز پرس چاروں طرف سے گھیر کر مارنا شروع کیا۔ جو سامنے آیا کیا مرد کیا عورت کیا چھوٹا کیا بڑا سب کو شہید کیا۔ اور مسجد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اور آٹھ مینبر کہ سب ڈھا کر زمین کے برابر کر دیئے تمام مال و متاع پر تصرف کر کے لگا شتہ چھوڑتے مارا مار کر تے مکہ معظمہ آئے ایک منزل مکہ باقی رہا

تھا کہ کچھ پیچ بھاگے طائف کے آگے آپہنچے اور طائف کا ماجرا شریف سے عرض کیا۔ شریف کے پاس صرف پانچ سو غلام تھے اور مدد لانے کی مہلت کہاں تھی۔ شریف باہر نہ نکلے اس عہد میں شریف کے غلام بھی اہل شہر سے متفق ہوئے اور شریف سے اذن چاہا۔ شریف نے کہا: میں علم قتال کا بیت اللہ کی زیارت کے لئے آنے والوں کو کیوں کر دوں۔ اس تہرار میں پروں آ گیا۔ ناگہاں خبر آئی کہ نجد یہ تلواریں مارتے اور لوٹ کرتے ہوئے داخل حد حرم نے ہو گئے۔ اس وقت شریف کو ان خبیثوں کی خباثت کا یقین ہوا۔ سوائے بھاگ جانے کے کچھ چارہ نہ دیکھا مکہ کے رہنے والے مرد و عورت گھروں کو چھوڑ کر کچھ پہاڑوں پر چڑھ گئے ہاتھ مسجد الحرام کو نہایت بھڑکے اور اس سے ابھرے نجدی بے دین بے اس کہ کوئی مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ طائف کی طرف بھاگی اور بے باکی کے ساتھ مسجد حرام میں گھٹ و ہلوں لہا۔ بے دینوں میں چھپے اور قہر زعم و حطیم و مقام ابراہیم میں دبے ہوئے تھے ان کا بھی پاس نہ آیا، ایسا ہیوں! جو اس نے کیا۔ دل باری نہیں دیتا۔ حجر اسود تک ان نے ظلم نہ نہیں، چاکر اس میں بھی صدمات، زد و ضرب سے شق آ گیا۔ تمام مال شریف اور اہل مکہ کے لئے کھڑا اور حرم کے کارخانوں کا اور نذر کعبہ اپنے تصرف میں لے لیا۔ اور کچھ نہ پھوڑا۔ جب علم دیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے آکر اپنے گھروں میں آباد ہوں مگر جس نے ہاتھ میں ہتھیار ہوا اس کو مار ڈالو۔ لیکن مکہ کی شریفیوں کی قوم سے کہ رسول اللہ ﷺ ہی اہل بیت اور سیاست ان کی صحیح اور تمام عالم میں معتبر کسی کو اماں نہ دو۔ کیا مرد کیا عورت لیا چھوٹا کیا بڑا جہاں پاؤ مار ڈالو۔ اس حکم کے مشہور ہونے سے اہل بیت نبوی نے جس کو طاقت بھاگنے کی تھی۔ جدھر کو راہ پائی آوارہ ہو گئے اور جو ان اشقیاء کے ہاتھ پڑا شہید ہوا۔ باقی ماندہ لوگ اپنے گھروں میں آئے اور سامان و اسباب سے خالی تھے۔

بعد فراغت کے تخریب مکہ معظمہ سے متوجہ ہوئے مدینہ طیبہ کے غارت کرنے پر تھوڑی سی فوج لے کر دوڑے جس کو پایا شہید کرتے ہوئے مدینہ منورہ پر چھاپے مارا اور جو

مکہ معظمہ میں کیا تھا اسی سے مدینہ منورہ میں بھی اپنا منہ کالا کیا۔ لوٹ مار کے سوا مساجد مقدسہ اور مقابلہ متبرکہ اور آثارِ سماجہ و اہل بیت سب ہمسار کر ڈالے گیا مکہ میں کیا مدینہ میں کیا راہ میں اور وہ سب مسجدیں کہ ان طحلوں نے ڈھائیں بنائی ہوئی صحابہ و تابعین اور اس وقت سے اب تک زیارت گاہ تمام مسلمانوں کی تھیں یہ غضب دیکھو کہ مسجد قبلہ میں بھی ان طحلوں نے بے ادبی کی آخر کوروضہ مقدسہ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو کہہ صم اکبر نام رکھا تھا ارادہ ڈھانے کا کیا۔ اور ایک جماعت نیت ناپاک سے وہاں گئی جب بھی کی دروازہ کھولا۔ ایک اڑدھاکے پھٹکار کی آواز آئی کہ سب خاک و سیاہ ہو گئے روح ناپاک ان کی دوزخ کو پہنچی۔ الحاصل وہاں سے ظلم سے پیٹ بھر کر مع تمام اسباب و سامان نقد و جنس مکہ کو آ کر فوج میں ملے اور پاؤں پھیلانے حجاز و نجد کے پاس کے شہروں پر دست درازی کی۔ بعضے عراق کے شہروں پر بھی جو فوج سے خالی تھے لوٹ لیا اور قتل کیا کر بلائے معلیٰ میں یہی جو مدینہ منورہ میں کیا تھا، کیا۔

نجدیوں کا انجام:

جب سلطان محمود خاں غازی خلف سلطان عبدالحمید خاں کہ مرد با خدا تھا بادشاہ ہوا اپنی سلطنت کی پر اگندگی کو نکتہ عملی سے جمع کیا محمد علی پاشا و اہل مصر کو حکم جہاد کا نجدیوں پر دیا محمد علی پاشا نے ابراہیم پاشا کو حجاز پر بھیجا اس نے آ کر ایسا تدارک کیا کہ نام و نشان نجدیوں کا باقی نہ رہا۔

پھر تریہ حال ہوا کہ آل سعود کو نجد میں پناہ نہ ملی یہ بھاگ کر کویت کے علاقہ میں آ کر رہنے لگے۔

دیوبندی بزرگوں کی شہادت:

دیوبندی جماعت کے شیخ الاسلام جناب حسین احمد صاحب صدر مدرس دیوبند لکھتے ہیں:

صحیفہ الجبار ص ۱۳، الحاقیت ص ۱۶، ملخصاً۔

”صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء سے تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و الجماعت سے قتل و قتل کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دینا تھا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھتا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائی نہیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجاس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے، اہل صل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس سے اتباع کے بغض تھا اور بے ادبی اور اس قدر ہے کہ اتنا نہ قوم یہود سے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے غرضیکہ وجوہات مذکورہ الصدر لی وجہ سے ان لوگوں نے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا چاہئے وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و مدافعت نہیں رہتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔“

مزید لکھتے ہیں:

عقائد:

”شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مائل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی ماننے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر اور نہ کوئی احسان و فائدہ ان کی ذات سے بعد وفات ہے ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی

الشیاب الاثقب ص ۴۲۔

لکھی ذات سرور کا نکات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو یاد نفع دینے والی ہے ہم اس سے کئے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔^۱

مزید لکھتے ہیں:

”محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانان دینار و مشرک و کافر ہیں ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز، بلکہ واجب ہے چنانچہ اب صدیق حسن خاں (غیر مقلد) نے خود اس کے تر جے میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔“^۲

دیوبندی جماعت کے ایک اور بزرگ شیخ محمد تھانوی نے نہائی کے حاشیہ پر لکھا:

”وقال الشامي كما وقع في زماننا خروج اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين واستباحوا قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله تعالى شق كنههم وخرب بلادهم فظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلث وثلثين ومائتين والفر كيف وقد قال من لا بني بعده لا تزال طائفة من امتي على الحق ظاهرين لا يضرهم من خالفهم حتى يأتي امر الله“^۳

شامی نے فرمایا جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے تبعین کا خروج ہوا جو نجد سے نکلے اور حرمین طہین پر برزور قبضہ کیا اہل سنت اور ان کے علماء کے قتل کو جائز جانا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی ان کے شہروں کو برباد کر دیا اور مسلمانوں کے لشکر کو ان پر فتح عطا فرمائی سن ۱۲۳۳ھ میں اور کیسے ایسا نہیں ہوتا کہ انہوں نے فرمایا ہے جن کے بعد کوئی نبی نہیں کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور غالب رہے گا ان کے مخالفین ان کا کچھ ہکا بڑھ نہ سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

۱۔ اشباب الہ قب ص ۴۳۔

۲۔ اشباب الہ قب ص ۴۳۔

۳۔ شیخ محمد تھانوی مولوی، حاشیہ نہائی ص ۱۷۴۔

جناب شیخ محمد تھانوی صاحب نے علامہ شامی کی جو عبارت نقل کی ہے انہیں یہ بھی ہے:

”وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان

من خالف اعتقادهم مشركون“^۱

اور اپنے آپ کو حنبلی بتاتے تھے لیکن ان کا اعتقاد یہ تھا کہ صرف یہی مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کا مخالف ہو مشرک ہے۔

دیوبندی جماعت کے تمام اکابر کی مصدق کتاب المہند علی المفید میں خلیل احمد صاحب انٹھنی نے لکھا:

”ہمارے نزدیک ان (نجدیوں) کا وہی حکم ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا۔ اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی، جنہوں نے امام پر چڑھائی کی۔ یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں ان کا حکم بائیوں کا ہے۔ اور (جو) علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے تابعین سر زمین نجد سے نکل کر حرمین طہین حرم مغرب ہوئے اپنے کو حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔“^۲

ایک عراقی عالم کا انکشاف:

ایک عراقی عالم علامہ جمیل آفندی صدیقی زہاروی، نجدیوں کی بے رحمی سنگدلی، علم دین اور علماء امت سے عداوت کی تفصیل لکھتے ہیں:

”ابن عبد الوہاب کے برے کاموں میں اسے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے کثیر تعداد میں

۱۔ محمد امین الشہیر بابن عابدین الشامی، علامہ، دار الفکر، رجب ۱۳۰۹ ص ۳۰۹۔

۲۔ خلیل احمد انٹھنی، مولوی، المہند علی المفید، ص ۱۸-۱۹۔

علمی کتابوں کو جلوہ ادا۔ دوسرا یہ کہ بیشتر علماء کو قتل کرادیا۔ اسی طرح عوام و خواص میں سے بے حساب بے گناہوں کے خون ناحق سے اس کے ہاتھ رنگیں ہوئے اس نے مسلمانوں کے قتل کو حلال اور مال کو لوٹنا جائز ٹھہرایا تھا تیسرا بدترین فعل یہ ہے کہ اس نے اولیاء اللہ کی قبروں کو کھدوا ڈالا اور چوتھا اس سے بھی بدتر یہ کہ "احساء" میں اولیاء کرام کی قبروں کو بیت الخلاء میں تبدیل کرادیا، دلائل الثبوت دوسرے اورادواذکار سے منع کرتا تھا اسی طرح میلاد شریف اور مسجد کے مناروں میں اذان کے بعد درود شریف پڑھنے سے روکتا تھا جو مسلمان یہ مبارک کام کرتے ان کو قتل کر دیتا نماز کے بعد (اللہ سے بھی) دعائے مانگنے سے روکتا تھا انبیاء، ملائکہ اور اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعائے مانگنے کو صراحتاً کفر قرار دیتا تھا اور بتاتا تھا جو کسی کو سولانا یا سیدنا کہے وہ کافر ہے۔

بدعہدی اور دنگی:

وہابیہ کے بدترین مظالم میں سے یہ ہے کہ انہوں نے طائف پر غلبہ پا کر قتل عام کیا یہاں تک کہ بوڑھوں کو بھی چھوڑا اور اس سلسلے میں انہوں نے امیر، مامور اور عوام و خواص کا کوئی فرق روا نہیں رکھا۔ ظلم کی انتہا، یہ تھی کہ ماں کے سانپاں کے شیر خوار بچے کو ذبح کر دیا کرتے تھے۔ ایک جگہ کچھ لوگ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے نجدیوں نے ان تمام لوگوں کو اسی حالت میں قتل کر دیا گھروں سے فارغ ہونے کے بعد دکانوں اور مسجدوں کا رخ کیا مسجد میں نمازیوں کو عین نماز کی حالت میں شہید کیا کسی کو قیام کی حالت میں کسی کو روک کر اسی حالت میں کسی کو شہید کی حالت میں یہاں تک کہ بیس بچپیس کے سوا تمام اہل طائف تہہ تیغ کر دیئے گئے ایک دن میں دو سو ستر مسلمان قتل کئے دوسرے دن بھی اتنے ہی لوگوں کو قتل کیا اور تیسرے دن بھی پھر اہل طائف کو دھوکے سے بلایا اور ان کو امان دینے کے بہانے سے ان کے تمام ہتھیار لے لئے پھر ان کو برغانی وادی میں لے گئے مردوں، عورتوں کے تمام کپڑے اتروا کر ان کو بیچ کر تہہ تیغ کر

چلے گئے ان لوگوں کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا اور کتابوں کو سر عام پھینک دیا ان میں قرآن کریم کے بھی نسخے تھے صحیح بخاری و صحیح مسلم اور حدیث کی دوسری کتابیں اور فقہ کی کتابیں تھیں جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی تھی کافی عرصہ تک یہ کتابیں اپنی عظمت و حرمت کو یونہی صدائیں دیتی رہیں نجدی ان مقدس اوراق کو اپنے قدموں سے روندتے رہے کسی کو اجازت نہیں تھی کہ ان میں سے کوئی ورق اٹھالے اور اس کے بعد انہوں نے طائف کے گھر وں میں آگ لگا دی اور ایک خوبصورت آبادی کو ہر باد کے چٹیل میدان کر دیا۔

ہم نے نجدیوں کے عقائد ان کے مظالم ان کی بے رحمی سنگدلی اور مسلمانوں کے ساتھ عداوت کی تھوڑی سی تصویر ناظرین کے سامنے پیش کی ہے پوری تفصیل دیکھنا چاہیں تو تاریخ نجد و حجاز مصنفہ حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم قادری (رحمۃ اللہ علیہ) کا مطالعہ کریں ہم اس وقت نجدیوں کی تاریخ لکھتے نہیں بیٹھے ہیں ان حوالہ جات سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے جو ارشاد فرمایا کہ نجد سے شیطان کے پیرو نکلیں گے اس کا مصداق ابن عبدالوہاب نجدی ہے اس نے نجد میں پیدا ہو کر اور نجد کے ان جنگلی بدوؤں کو جو لوٹ مار کے خوگر اور جاہل تھے یہ پتی پڑھا کر کہ نجد سے لے کر حرمین طہین تک سارے مسلمان کافر و مشرک ہیں ان سے لڑنا فرض اور ان کا مال مال غنیمت ہے جو فتنہ بچایا دو سو سال گزرنے کے بعد بھی آج تک ختم نہیں ہوا ہم نے ابھی جو کچھ ذکر کیا ہے یہ نجدیوں کا پہلا دور تھا بدعہدی و تہذیبی ہی دوسری دور کی بھی کہانی سن لیجئے۔

نجدی فتنے کا دوسرا دور

محمد علی پاشا وادی مصر نے حجاز کے ساتھ نجد کو فتح کر کے مصر کا ایک صوبہ بنالیا تھا۔ آل سعود پر ایک وقت وہ بھی آیا کہ ان کو نجد چھوڑ کر کویت میں پناہ لینی پڑی۔ اب ہم آگے کی داستان ایک غیر متقلد محمد صدیق قریشی کی کہانی پیش کر رہے ہیں۔

ناظرین اس دور میں عالمی سیاست کا جو حال تھا اس کو بھی مد نظر رکھیں سن ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں ترک نے اتحادی حکومتوں کے خلاف جرمن کا ساتھ دیا جب اس جنگ میں جرمن کو شکست ہوئی تو ترکوں کی بھی کمرٹ گئی دوسری طرف کمرٹ لارنس سالہا سال سے عرب میں ترکوں کے خلاف عرب قومیت کا پروپیگنڈہ کر رہا تھا جس سے متاثر ہو کر عرب کے تمام ممالک ترکوں کے خلاف آزادی کا نعرہ لگا کر الگ ہو چکے تھے تھاجاز کے والی شریف حسین نے جب یہ دیکھا کہ مرکز کمزور ہو چکا ہے اور آس پاس کے تمام ممالک مرکز سے رشتہ توڑ چکے ہیں تو اس نے بھی اپنی مستقل حکومت کا اعلان کر دیا ادھر برطانیہ نقد واسلحہ کے ذریعے آل سعود کو بھرپور مدد پہنچا رہا تھا اور شہ بھی دے رہا تھا۔

وجہ یہ تھی کہ والی تھاجاز شریف حسین اگرچہ ترکوں کی مرکزی حکومت سے الگ ہو چکا تھا مگر تھا ترک بچہ وہ کسی وقت بھی خطرناک ہو سکتا تھا اور اتنا تو طے ہے کہ وہ کبھی بھی برطانیہ کا آل کار نہیں بن سکتا تھا۔

آل سعود نے برطانیہ کی امداد و شہ پر پہلے ترکوں کے حلیف آل رشید کو شکست دے کر نجد پر قبضہ کیا۔ پھر آگے بڑھ کر شریف حسین کو عرب سے نکال کر ۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ء کو تھاجاز و نجد میں اپنی شخصی حکومت قائم کر لی اب آئیے تفصیل محمد صدیق قریشی غیر مقلد کی زبانی سنئے۔^۱

”موجودہ سعودی سلطنت کے بانی شاہ عبدالعزیز تھے وہ ۲۴ دسمبر ۱۸۸۱ء (۲۹ ذو

الحجہ سن ۱۲۹۷ھ) کو ریاض میں پیدا ہوئے اس کے باپ عبدالرحمن بن فیصل اپنے چاروں بیٹوں کے ساتھ کویت میں پناہ گزیں ہو چکے تھے عبدالرحمن نے کویت پہنچ کر امیر کویت کی مدد سے اپنی حکومتی ہوئی مملکت واپس لینے کی کوشش کی۔ مگر کام رہے حتیٰ کہ انہیں سن ۱۸۹۱ء میں اپنی عورتوں اور بچوں کو بحرین میں پناہ لینے کے لئے بھیجنا پڑا۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ عبدالعزیز نے ایک رات ریاض کے قلعہ پر حملہ کر دیا اور ریاض کے گورنر اور اس کے باڈی گاڈ گوزیر کر کے اور اس کے گورنر کو قتل کر کے اس کے چالیس

ساتھیوں کو مار ڈالا۔ باقی چالیس نے ہتھیار ڈال دیئے جس کے نتیجے میں ریاض کے قلعہ پر عبدالعزیز کا قبضہ ہو گیا یہ دس جنوری سن ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے۔“

انگریزوں سے ساز باز:

جب جنگ عظیم چھڑی تو آل سعود نے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ ۲۶ دسمبر سن ۱۹۱۵ء کو برطانیہ اور ابن سعود کے درمیان معاہدہ داران ہوا، برطانیہ کی طرف سے معاہدہ پر خلیج فارس کے علاقے میں مقیم چیف پولیٹیکل ریزیڈنٹ سر پرسی کاسی نے دخط سکنے معاہدے کی، دفعات یہ تھیں۔

۱) برطانیہ نے ابن سعود اور ابن کی اولاد کو نجد کا حکمران تسلیم کر لیا۔

۲) بیرونی جارحیت کی صورت میں ابن سعود کو برطانیہ کی اعانت حاصل ہوگی۔

۳) ابن سعود کے بیرونی معاملات پر برطانوی سیادت تسلیم کر لی گئی۔

۴) ابن سعود نے یہ تسلیم کیا کہ وہ اپنا علاقہ یا اس کا کچھ حصہ برطانیہ کی مرضی کے بغیر کسی طاقت کے حوالہ نہ کریں گے۔

۵) ابن سعود اپنے علاقے میں جانچوں کے راستے کھلے رکھیں گے

۶) ابن سعود نے وعدہ کیا کہ وہ کویت، بحرین اور ساحلی امارتوں کے معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔

معاہدہ کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ اس میں ایسی کوئی دفعہ نہیں تھی کہ ابن سعود شریف حسین کے علاقے پر حملہ نہ کرے بلکہ بعد ازاں اس کا کسی کی استدعا پر ابن سعود نے ستمبر سن ۱۹۱۴ء میں کویت کے شیخ جابر الصباح عنایتہ کے شیخ فہد اور محرمہ کے شیخ بڈالی سے بصرہ میں ملاقات کی۔ اس ملاقات کے نتیجے میں ابن سعود کو برطانیہ سے ساٹھ ہزار پونڈ سالانہ کی امداد ملنے لگی۔ آگے چل کر یہ رقم ایک لاکھ پونڈ مقرر کر دی گئی علاوہ ازیں انہیں تین ہزار رائفلس اور تین مشین گنیں بھی تھیں، دی گئیں برطانیہ کی اس پیش بہا امداد کی بدولت

ابن سعود اپنی طاقت بڑھاتا رہا دوسری طرف عرب کے جنگجو بدوؤں کو اپنا منوا بنا لیا۔

جب ابن سعود ہر طرح سے مضبوط ہو گیا تو اس نے ۲۴ اگست سن ۱۹۲۳ کو حجاز پر حملہ کر دیا ابن سعود کی فوجوں نے طائف کو گھیر لیا شدید مزاحمت کے بعد طائف فتح ہو گیا۔ اب سعودی افواج مکہ کی طرف بڑھیں، ۱۵ روز کے بعد مکہ معظمہ پر بھی آل سعود کا پھر پرالہا لگے گا۔ ۵ دسمبر سن ۱۹۲۵ء کو اس مہینے کے محاصرے کے بعد مکہ پر طیبہ فتح ہو گیا اور ۲۳ دسمبر کو سعودی فوج نے جدہ پر قبضہ کر لیا۔“

مولانا محمد علی جوہر طائف کے مظالم کے بارے میں لکھتے ہیں:

”مرکزی خلافت کمیٹی کو حسب ذیل تار مکہ معظمہ سے وصول ہوا۔ ۱۱ ستمبر باشندگان مکہ معظمہ آج عید اللہ کے ساتھ جمع ہوئے ہیں جن میں تقریباً بیس ہزار مسلمان باشندگان جاوا، ہندوستان، سوڈان، الجزائر، روس شامل تھے۔ انہوں نے متفقہ طور پر مذہبی دنیا کو یہ بتایا کہ وہ بانیوں نے شہر طائف پر حملہ کیا فوج ہاشمی نے بڑی بے جگری سے ان کا مقابلہ کیا۔ باشندگان مکہ اور حکومت ہاشمی جس کی حمایت عام طریقے پر کی جارہی ہے ہر ممکن کوشش اس امر کی ہے کہ سب لگناہ باشندگان اور غیر ملکیوں کو بچایا جائے لیکن وہ بانیوں نے بجائے اس کے کہ وہ باقاعدہ طور پر قبضہ کرتے نہایت وحشیانہ طریقہ اختیار کیا اور وہاں کے باشندوں اور غیر ملکی رعایا پر جو وہاں مقیم تھے انتہائی ظلم کیا ہے۔ وہ بانیوں نے حضرت ابن عباس کے مزار کو چھوٹ کر دینے کے بعد ساری آبادی کو تہ تیغ کیا جس میں بچے، عورتیں اور بوڑھے سب شامل تھے یعنی مختصر الفاظ میں ساری رعایا اور کل غیر ملکی باشندے مارے گئے انسانیت، تہذیب اور انصاف کے نام پر جس کی ایک اقوام ظلم بردار ہے، ہم درخواست کرتے ہیں کہ ان مظالم کا خاتمہ کیا جائے اور ان وحشیانہ حرکات کو جن سے تہذیب اور انسانیت تھرتھاتی ہے، جلد سے جلد سخت ترین کارروائی کر کے خاتمہ کیا جائے۔ ۱۰ ستمبر سن ۱۹۲۵ء

مولانا محمد علی جوہر، نگارشات محمد علی، ص ۲۰۔

مکہ مکرمہ پر نجدیوں کے مظالم:

حرمین طہین کے مجبور وہ سب کس مسلمانوں کی کسے پرواہ تھی۔ لیکن چونکہ طائف میں دوسرے ممالک کے بھی مسلمانوں کا بھی قتل عام کیا گیا تھا جس کے نتیجے میں ان ممالک کے حکام نے برطانیہ پر زور ڈالا کہ وہ اپنے تحت جگر لالے پیارے نجدیوں کو ان انسانیت سوز حرکتوں سے باز رکھے۔ برطانیہ نے اپنے عالمی مفاد کے پیش نظر اپنے فرزند ارجمند نجدی خونخوار کو سخت تنبیہ کی جس کا یہ فائدہ تو ہوا کہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں قتل عام نہیں ہوا مگر جو کچھ ہوا اور کم جگر سوز نہیں۔ نجدی ترہان، سردار حنی کی زبانی سنئے:

یہ واقعہ ہے کہ سلطان ابن سعود کے احکام اس وقت الہیان مکہ کے کام آئے شہر میں قتل و غارت نہ ہوا۔ طائف کے کشت و خون کے متعلق انگریزوں نے زبردست احتجاج کیا تھا اور سلطان ابن سعود نے ارادہ کر لیا تھا کہ حجاز کے متعلق بغیر کارروائیاں ان کی ذاتی عمرانی کے ماتحت ہوں چنانچہ شہر میں امن و امان کا اعلان کر دیا گیا لیکن امن و امان قائم ہونے کے باوجود اخوان پھرے ہوئے تھے۔ انہیں اصرار تھا کہ اگر مکہ کے مشرکین (یعنی وہاں کے مسلمان باشندے) بچ جائیں تو بچ جائیں لیکن مقابلہ و مزارات ضرور شہید کر دیئے جائیں گے اور مساجد کی آرائش ضائع کر دی جائیں گی کیونکہ ان کے اعتقاد کے مطابق ان چیزوں کے وجود میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے چنانچہ حرم کے تمام مقدس مزارات جو صدیوں سے زائرین کی مرجع رہے تھے ان کی آن میں تباہ و برباد کر دیئے گئے وہ تمام رسوم و شعائر جن کی سند وہ بانیوں کے اعتقاد کے مطابق قرآن و سنت میں موجود تھی بیک جنبش قلم ممنوع قرار دے دیئے گئے اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عالم اسلام میں اضطراب کی لہر اٹھی۔ ایران کے شیعوں اور ہندوستانی مسلمانوں میں ماتم کی محفیں کچھ گئیں انہوں (نجدیوں) نے مسلمانوں کے غم و غصہ کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنے کام سے کام نہ رکھا۔

سردار محمد حنی، بی اے، حیات سلطان عبدالعزیز، ص ۱۵۵۔

مدینہ منورہ کی بے حرمتی:

مرزا حیرت غیر مقلد لکھتے ہیں:

”سن ۱۸۰۳ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعود بن عبدالعزیز کے قبضے میں آگیا مدینہ کے لئے اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک اہمال آیا کہ اس نے مقبروں سے گزر کر خود نبی اکرم کے مزار کو بھی سلامت نہ چھوڑا آپ ﷺ کے مزار کی جواہر نگار چھت بر باد کر دیا اور اس چادر کو اٹھا دیا جو آپ کے مزار مقدس پر پڑی رہتی تھی“۔

رشید رضا مہری لکھتے ہیں:

”یہی لوگ (نجدی) تیرہویں صدی ہجری کے آغاز میں حرمین شریفین پر قابض تھے۔ لیکن انہوں نے حجرہ شریفہ کو نہیں گرایا۔ البتہ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ انہوں نے حرم نبوی کے قتبے کے اوپر سے سونے کا ہلال اور کرہ اتار لیا تھا اور وہ قتبے کو بھی گرانا چاہتے تھے لیکن ان کارکنوں میں سے جو ہلال اور کرہ مذکورہ کو اتارنے کے لئے اوپر چڑھے تھے دو آدمی پیچھے گر کر مر گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے قتبہ گرانے کا ارادہ ترک کر دیا۔“

غیر مقلدین کے امام صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں:

”سعود بن عبدالعزیز (پھر مدینہ منورہ گیا اور وہاں کے لوگوں پر جزیہ باندھا اور اس کے خزان اور دفائن سب لوٹ کر درعیہ کو لے گیا بعضوں نے کہا کہ ساتھ اونٹوں پر ہار کر کے خزانے لے گیا اور ایسا ہی ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا لوگوں کو دعوت دہانیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبة مزار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھانے کا قصد کیا مگر اس کا مرتکب نہ ہوا اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیوں کے اور کوئی نہ کرے اور عثمانیوں کو حج سے مانع ہوا اور کئی برس تک لوگ حج سے محروم رہے اور

۱۔ مرزا حیرت دہلوی، حیات طیبہ، ص ۳۰۵۔

۲۔ محمد رشید رضا، الیہ فیہ المار، مصر، مکتبہ و نجات، ص ۱۱۳-۱۱۴۔

شام سے شمس کے لوگوں کو حج نصیب نہ ہوا۔

سردار منشی لکھتے ہیں:

ایرانی حکومت نے ایک وفد تفتیش حالات کی غرض سے بھیجا جس ۱۹۲۵ء کے اواخر میں اس وفد نے بیان شائع کیا کہ واقعی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ کے گنبد میں پانچ گولیاں لگی ہیں۔“

خلافت کمیٹی کی رپورٹ

قریب بنے یار و روزگار چھپے گشتوں کا خون کیوں کر

جو چپ رہے کی زبان بجز، ابو بکارے گاہ آستین کا

اب ہم اس دردناک داستان کو خلافت کمیٹی کی رپورٹ پر ختم کر رہے ہیں:

اول کے مطابق سلطان بن سعود کی طرف سے نہ صرف یہ اطمینان دلا یا گیا کہ مدینہ منورہ کے مشاہدہ و مقابر ان صدمات سے محفوظ رہیں گے جو مکہ معظمہ کے مشاہدہ و مقابر کو پہونچے تھے بلکہ حافظہ بہ نے ۲۶ نومبر سن ۱۹۲۵ء کو سرکاری طور پر آکر وفد کو اطلاع دی کہ مسجد ابوتیس کی تعمیر ہوگئی ہے مزار نبوی کی تعمیر کا کام دوسرے دن صبح سے شروع ہو جائے گا اور دیگر مقامات کے تحفظ کے متعلق احکامات صادر ہوں گے جس پر وفد کے تمام ارکان کے دستخط لے۔“

بدعہدی:

اس وعدے کے باوجود مدینہ طیبہ کے سارے قبائے ڈھادیئے مزارات مقدسہ کو

کھود کر کھنڈر بنا دیا گیا کتنی مسجدیں نیست و نابود کر دی گئیں جس کی تفصیل آپ پہلے سن چکے ہیں۔

۱۔ نواب صدیق خاں بھوپالی، مژدہاں دہانیہ، ص ۳۶۔

۲۔ سردار منشی، بی، ا، بیات سلطان ابن سعود، ص ۱۵۔

۳۔ محمد علی جوہر، نگارشات محمد علی، ص ۲۴۔

خلاصہ کلام

ان مخالف و موافق مصنفین کی باتوں سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

۱- ابن عبدالوہاب نجدی نجد کے علاقہ مسیلحہ کذاب کی جائے پیدائش عینہ میں پیدا ہوا۔

۲- اس نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔

۳- اس وقت کے درعیہ کے والی ابن سعود کو اپنا ہم مذہب بنالیا۔

۴- اس نئے مذہب کی بنیاد اس پر قائم تھی کہ سوائے ابن عبدالوہاب اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں

کے تمام دنیا کے مسلمان چھ صدی سے مشرک و کافر ہیں۔ ان سے جہاد فرض، بزرگ و رئیس ان

کو اپنے عقیدے میں داخل کرنا فرض، ان کو قتل کرنا فرض، ان کے اموال کو لوٹنا فرض ہے۔

۵- اس عقیدے کے تحت ابن سعود نے نجدی مذہب قبول کرنے کے بعد پہلے اندراندر نجد کے

بدوں میں مسلمانوں کو لوٹنے اور مارنے کی زمین دوز تحریک چلائی پھر قوت ملنے ہی اپنے

پڑوسی چھوٹے چھوٹے شیوخ کو اپنا مطیع و فرمانبردار بناتے ہوئے اور بصورت دیگر انہیں قتل

کرتے ہوئے پورے نجد اور پھر حرمین مطہرین پر قابض ہو گیا۔

۶- جہاں بھی یہ گیا وہاں لاگاتار مسلمانوں کا ایک طرف سے قتل عام کیا نہ چھوٹے کو چھوڑا نہ

بڑے کو نہ مرد نہ عورت کو۔ اور شہروں کو تباہ و برباد کر دیا۔

۷- تمام مزارات مقدسہ کے قبے جات و ہا دیئے ان کو کھود کر کھنڈر بنا دیا۔

۸- خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنبد پر گولیاں چلائیں اس کا سونے کا ہلال اور

سونے کی پھنجر اتاری گنبد اقدس بھی ڈھانچا جتا تھا مگر اللہ عزوجل نے اس کے دل میں

زُعب ڈال دیا۔

۹- کثیر مساجد کو بھی ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا۔

۱۰- قرآن مجید اور احادیث و فقہی کتابوں کو سڑکوں پر پھینک کر ان کی انتہائی بے حرمتی کی۔

۱۱- عثمانی ترکوں کو ختم کرنے کیلئے برطانوی نصرانیوں سے امداد لی ان کو اپنا دوست اور ولی بنایا۔

۱۲- نجدیوں کا مذہب مسلمانوں کے سوا اعظم سے الگ ایک نیا ابن عبدالوہاب کا تراشیدہ

مذہب ہے۔

نجدیوں کی تردید:

اسی وجہ سے اس وقت سے لے کر آج تک کے تمام علماء اسلام نے نجدیوں کا رد لکھا

جن میں سرفہرست ابن عبدالوہاب نے قطعی بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب بھی ہیں تاریخ نجد و

تجاز میں ہندوستان و پاکستان نے علماء اہل سنت کو چھوڑ کر دوسرے ممالک اسلامیہ کے بیلاس

(۳۲) علماء کبار کی فہرست درج ہے۔

اب چند واقعات ان کی زندگی اور قساوت کے اور سنئے:

نجدیوں کی جفا اور قساوت

۱) ایک نابینا مؤذن تھے کہ اس مہد کے عام دستور کے مطابق اذان کے بعد جماعت

سے پہلے کھڑے ہوا کرتے تھے اور اس میں منور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھتے تھے

نجدیوں نے ان نابینا کو مسلولہ، سام پڑھنے کے جرم میں مینارہ سے اٹھا کر نیچے پھینک دیا اور وہ

شہید ہو گئے۔

۲) وہابی تمباکو پینے کو ہمہ الامم بتاتے ہیں ایک دن مکہ معظمہ میں کسی نجدی حاکم نے ایک خاتون

کو جو حق پینے کی عادی تھی، قتل کر دیا، پتھر پھینکا، بدو حاکم نے اس معزز خاتون کو گدھے پر سوار کیا اور

اس کی گردن میں اس کا ہاتھ لٹھا اور اسے کلی پھرایا۔

۳) طائف شریف میں قرآن مجید اور کتب احادیث تک کو سڑکوں پر پھینک دیا اور اسے

پاؤں سے روندنا۔

۱۔ جمیل عراقی، ص ۱۰۱، النجباء، ص ۱۸۔

۲۔ مزاجت، ص ۱۰، بیات علیہ، ص ۲۰۳۔

۴) ایک عورت نجدی مذہب میں داخل ہوئیں تو اسے حکم دیا کہ اس کا سر مونڈ دیا جائے یہ ایام شرک کے بال ہیں اس پر عورت نے کہا تم اپنے مردوں کی داڑھیاں کیوں نہیں مونڈتے عورتوں کے سروں پر بال ایسے ہی ہیں جیسے مردوں کی داڑھیاں۔^۱

۵) ملک فتح کرنے کے بعد جو انوں کو تو جانے دیجئے بوڑھوں کو بھی زندہ نہیں چھوڑتے تھے نماز پڑھنے کی حالت میں نمازیوں کو مار ڈالتے تھے تلاوت کرنے کی حالت میں تلاوت کرنے والوں کو شہید کر دیتے تھے مکانوں میں آگ لگا کر جلا ڈالتے تھے عمارتوں کو کھود کر پھینک دیتے تھے وغیرہ ذلک۔

۶) احساء کے کچھ لوگ مدینہ طیبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کے لئے گئے تو ان کی داڑھیاں مونڈ ڈالیں۔

ہم نے ابتداء میں نجد کے بارے میں جو احادیث نقل کی ہیں ان کو ایک بار پھر پڑھئے اور نجدیوں کی تاریخ پڑھئے آپ پر خود ہی مشکف ہو جائے گا کہ وہ قرن الشیطان جس کے خروج کی خبر حضور اقدس ﷺ نے دی تھی وہ سوائے ان نجدیوں کے اور کوئی دوسرا نہیں ہے۔

احادیث کی نص صریح بغیر افغانی جائے وقوع اور واقعات سب اس کے شاہد ہیں کہ یہ ابن عبدالوہاب اور اس کے پیرو آل سعود ہی ہیں۔

توضیح مزید:

ابن عبدالوہاب نجدی عرب کے مشہور فسادی اور گستاخ قبیلے بنی تمیم کا فرد ہے۔

۱) احادیث میں اس قبیلے کی بدتمیزیاں مذکور ہیں امام بخاری نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ بنی تمیم کے کچھ لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو حضور اقدس ﷺ نے ان سے فرمایا اے بنی تمیم تمہیں بشارت ہو، انہوں نے کہا، آپ

۲) سید احمد بن زبئی دحلان، شیخ الاسلام، متوفی ۱۳۰۳ھ، الدرر السنیہ، ص ۵۰۔

۳) سید احمد بن زبئی دحلان، شیخ الاسلام، متوفی ۱۳۰۳ھ، الدرر السنیہ، ص ۴۳، جلاء الظلام فی الریاض النجدیہ فی اصل العوام شہیر الوجد فی انساب ملوک نجد۔

بشارت تو دے چکے کچھ (مال) دیجئے اس پر حضور کا چہرہ بدل گیا اس کے بعد اہل یمن حاضر ہوئے تو فرمایا اے اہل یمن! بشارت قبول کرو جب کہ بنی تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے عرض کیا ہم نے قبول کیا (اللہ بیٹ)۔^۱

بنی تمیم ہی نے وہ لوگ تھے کہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکان کے اندر تشریف رکھتے تھے انہوں نے آکر باہر ہی سے چلنا شروع کر دیا یا محمد یا محمد ہمارے پاس آئے اس لئے کہ ہماری تعریف زینت ہے اور ہماری برائی عیب ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرما رہے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾

یعنی جو لوگ تمہیں حروں سے باہر سے پکارتے ہیں ان کے اکثر بے عقل ہیں

مشہور گستاخ، والحویرہ بھی بنی تمیم ہی سے تھا بخاری وغیرہ میں جس کا قصہ مذکور ہے حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور حضور (جہر اندہ میں مال غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے اسے میں ذوالحویرہ آیا اور یہ بنی تمیم کا ایک شخص تھا اور یہ کہا یا رسول اللہ ﷺ انصاف کرو۔ دوسری روایتوں میں ہے کہ اس گستاخ نے کہا اعدل یا محمد یعنی اے محمد انصاف کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں انصاف نہ کروں تو کون انصاف کرے گا اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خائب و خاسر ہو گیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا! اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ فرمایا اسے چھوڑ دو اس کے کچھ ساتھی ہیں دوسری روایتوں میں ہے کہ اس کے پیچھے سے ایک قوم پیدا ہوئی کہ تم لوگ اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں

۱) محمد بن اسماعیل، محدث صحیح بخاری، ج ۱، ص ۳۵۳۔

(۱) صحیح بخاری، جزء ۴، ص ۱۱۶۵/۱۰۹۴، دار ابن کثیر، البیامہ۔

مسند الترمذی، جزء ۵، ص ۷۳۲، دار أحیاء التراث العربی، بیروت۔

مسند الرمہانی، جزء ۱، ص ۱۱۸، مؤسسة قرطبہ، القاہرہ۔

مسند احمد، جزء ۴، ص ۴۳۳/۴۳۶، مؤسسة قرطبہ، القاہرہ۔

سے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں سے حقیر جانو گے قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے آگے نہ بڑھے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرا نشانہ سے نکل جاتا ہے۔^۱

بخاری مغازی میں یوں ہے کہ ایک شخص کھڑا ہوا جس کی دو آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں گال کی ہڈیاں اور پیشانی آنچری ہوئی تھی گھٹی داڑھی والا، سر منڈائے جبندہ اٹھائے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریئے، فرمایا! تیرے لئے خرابی ہو کیا میں تمام روئے زمین والوں سے زیادہ اللہ سے نہیں ڈرتا۔ پھر یہ شخص چلا گیا جب وہ پیچھے پھیر چکا تو حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا، اس کی نسل سے ایک قوم نکلی جو تریاں کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کرے گی لیکن ان کے حلق سے آگے نہ بڑھے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کہ تیرا اپنے نشانہ سے نکل جاتا ہے اگر میں انہیں پاؤں گا تو خودی طرف قتل کروں گا۔^۲

مسند امام احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے دینار آئے حضور نے اسے تقسیم فرمایا۔ اور وہاں ایک شخص تھا کٹے ہوئے بال والا، گندم گول یا کالا، اس کی آنکھوں کے درمیان جدے کے نشان، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داسے والوں کو دیا اور بائیں والوں کو دیا اور پیچھے والوں کو نہ دیا، یہ شخص حضور کے سامنے آیا، پھر بھی حضور نے اس کو کچھ نہیں دیا تو اس نے کہا اے محمد! تم نے آج تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا، حضور اکرم ﷺ کو سخت جلال آگیا فرمایا! میرے بعد تم لوگ کسی کو مجھ سے زیادہ انصاف کرنے والا نہیں پاؤ گے تین بار فرمایا، مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے گویا یہ انہیں میں سے ہے، ان کی خصلت ایسی ہی ہوگی قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے آگے نہ بڑھے گا، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرا اپنے نشانہ سے نکل جاتا ہے پھر لوٹ کر دین میں نہیں آئیں گے۔ ان کی علامت سر منڈانا ہے یہ ہمیشہ نکتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا اگر یہ جہیں مل جائیں تو انہیں قتل کر دو۔ یہ تمام

۱۔ محمد بن اسماعیل بخاری، محدث، متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج ۱ ص ۵۰۹۔

۲۔ محمد بن اسماعیل بخاری، محدث، متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری، ج ۲ ص ۶۲۳۔

مخلوق سے بدتر ہیں۔^۱

یہ شخص وہی ذوالخویصرہ جیسی تھا جو حقیقت میں منافق تھا مرقاۃ میں ہے۔^۲

اتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي نَعِيمٍ وَنَزَلَ فِيهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْعَنُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَهُوَ مِنَ الْمُنَافِقِينَ۔

حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ذوالخویصرہ آیا جو بنی نعیم کا فرد تھا جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی منافقین میں سے کچھ وہ ہیں جو صدقات کے معاملے میں آپ پر طعن کرتے ہیں یہ منافقین میں سے تھا۔

سید علوی نے فرمایا:

ان سب سے زیادہ صریح یہ ہے کہ یہ مغرور محمد بن عبدالوہاب بنو تمیم سے ہے تو ہو سکتا ہے یہ ذوالخویصرہ جیسی کی نسل سے ہو، جس کے بارے میں حدیث آئی ہے کہ اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی۔^۳

اس حدیث کے بعض طرق میں ان کی ایک اور خاص علامت ذکر کی گئی ہے:

يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ^(۱)

مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

۱۔ احمد بن حنبل، امام، متوفی سن ۲۴۱ھ، مسند، ج ۴ ص ۲۴۲، ۲۴۳، ابو عبد الرحمن احمد بن شیبہ بن علی نسائی،

محدث متوفی سن ۳۰۳ھ سنن نسائی ثانی ص ۷۳ ص ۷۴۔

۲۔ علی بن سلطان محمد قاری، علامہ، متوفی ۱۰۱۳ھ مرقاۃ المفاتیح، ج ۵ ص ۲۵۶۔

۳۔ سید احمد بن زینی ودخان شافعی، شیخ الاسلام، متوفی ۱۳۰۴ھ الدرر السنیہ، ص ۵۱۔

۴۔ محمد بن اسماعیل بخاری، محدث، متوفی ۲۵۶ھ، ج ۱ ص ۷۲۔

(۱) صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم ۲۰۰۹، ترقیم العالمیہ۔

صحیح بخاری، کتاب التوحید، رقم ۶۸۸۰، ترقیم العالمیہ۔

مسلم، کتاب الزکاة، رقم ۱۷۶۲، ترقیم العالمیہ۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نجدیوں کی پوری تاریخ پڑھا لیجئے خواہ وہ اہل سنت کی لکھی ہوئی ہو یا ان کے ہم عقیدہ نجدیوں کی۔ روز اول سے آج تک ان کی تاریخ یہی ہے کہ یہ ہمیشہ مسلمانوں سے لڑتے رہے اپنی ساری دینی جسمانی توانائی مسلمانوں کے خلاف صرف کرتے رہے ان کی دو سو سال کی طویل تاریخ میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملے گا کہ انہوں نے کبھی بھی کسی بت پرست کے خلاف لائحی بھی چلائی ہو یا بت پرستوں کے رد میں کوئی کتاب ہی لکھی ہو۔ یا یہود و نصاریٰ سے جنگ کی ہو یا ان کے رد میں کوئی کتاب لکھی ہو۔ نجدیوں کی تلوار جب نیام سے نکلی ہے تو مسلمانوں کی گردنوں پر چلی ہے انہوں نے جب فائر کیا ہے تو مسلمانوں کے سینوں پر کیا ہے۔ کروڑوں ریال کی کتابیں کھو اکھو کر شائع کر رہے ہیں۔ یہ سب مسلمانوں کے خلاف کیا اس کے بعد بھی کسی کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ ظالم اس حدیث کے مصداق نہیں۔

حالات حاضرہ:

یہودی ان نجدیوں کے بغل میں اپنی انتہائی مضبوط اور مستحکم حکومت قائم کر چکے ہیں اور انہوں نے مصر کا غزوہ پٹی وغیرہ کا کثیر علاقہ اور اردن کا بیت المقدس وغیرہ ہڑپ کر لیا ہے لیکن نجدیوں کو کوئی غصہ نہیں آتا مگر صدائے حسین کے خلاف غصہ کا جو عالم ہے وہ سب کو معلوم ہے جب کہ یہ معاملہ بھی ان نجدیوں کا نہیں۔ حتیٰ کہ قرآن و احادیث کے ارشادات کے برخلاف یہود و نصاریٰ سے استعانت بھی کی، جب کہ پوری دنیا کے مسلمانوں سے ان کا سب سے بڑا اختلاف استعانت بغیر اللہ ہی کے بارے میں ہے نجدی غیر اللہ سے استعانت کو شرک کہتے ہیں جو تمام دنیا کے مسلمانوں پر رائج و معمول ہے حد یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور کھلے کفار سے استعانت کے

النسائی، کتاب الزکاة، رقم ۲۵۳۱، ترقیم العالمیہ۔

النسائی، کتاب تحريم الدم، ص ۴۰۳، ترقیم العالمیہ۔

ابو داؤد، کتاب السنۃ، ص ۴۱۳، ترقیم العالمیہ۔

أحمد، باقی مسند المکثرین، ص ۱۱۲۲، ترقیم العالمیہ۔

أحمد، باقی مسند المکثرین، ص ۱۱۲۷، ترقیم العالمیہ۔

بارے میں نص صریح ہے اور حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَلَنْ اسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ ۱

میں شرک سے ہرگز مدد نہیں لوں گا۔

اس سے بھی صریح قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ ۚ فَعَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهِ فَيُصِيبَهُمْ أَوْ يَمْسِرَهُمْ بِمَا اسْمَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ ۝ لَّيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ يَنْفَعُهُمْ ۖ وَاللَّهُ يَفْعَلُ مَا يُشَاءُ ۝﴾ (المائدہ: ۵۱-۵۲)

اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ بے انصافوں کو ہرگز راہ نہیں دیتا۔ اب تم انہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں آزاد ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے تو نزدیک ہے کہ اللہ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم، پھر اس پر جو اپنے دلوں میں چھپایا تھا بچھٹائے رہ جائیں۔ (کنز الایمان)

مسلمان اس آیت کو پڑھیں اور غور کریں کہ نجدیوں نے امریکہ جیسے طہ نصاریٰ، یہود

۱۔ ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری، محدث، متوفی ۲۶۱ھ صحیح مسلم، ج ۲، ص ۱۱۸۔

(۱) صحیح مسلم، جزء ۳، ص ۱۴۵، دار أحیاء التراث العربی، بیروت۔

سنن الترمذی، جزء ۴، ص ۱۲۷، دار أحیاء التراث العربی، بیروت۔

مسند ابی عوانہ، جزء ۴، ص ۳۳۹، دار المعرفۃ، بیروت۔

سنن البیہقی الکبری، جزء ۹، ص ۳۶، مکتبۃ دار الباز۔

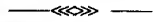
السنن الکبری، جزء ۶، ص ۴۹۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

نواز کو اپنا دوست بنالیا، وہ بھی کاہے کے لئے، ایک مسلمان سے لڑنے کے لئے۔ یہ ہے نظارہ اس ارشاد کا کہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑے رکھیں گے۔

پچھلے صفحات میں گزر چکا کہ ترکوں کو نقصان پہنچانے کے لئے برطانیہ سے ساز باز کیا۔ اس کے وظیفے لئے۔ ہتھیار لئے اور قوت حاصل ہونے پر نسل بعد نسل ابتدا ظہور سے لے کر سن ۱۳۲۵ء تک مسلسل قریب قریب دو سال تک ترک مسلمانوں سے لڑتے رہے۔ یہ ہے صداقت اس ارشاد کی کہ مسلمانوں سے لڑیں گے اور بت پرستوں کو چھوڑے رکھیں گے۔

خلاصہ کاام:

اب تک جو ہم نے تحریر کیا ہے اس پر جو شخص بھی انصاف اور دیانت کے ساتھ غور کرے گا وہ اعتراف کرے گا کہ وہ شیطانی گروہ جس کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمادی ہے کہ وہ نجد یا یثرب سے نکلے گا وہ بلاشبہ ابن عبد الوہاب نجدی ہے اور اس کے متبعین آل سعود ہیں۔



عراق کے بارے میں

عوامی تو یہ کیا جاتا ہے حضور اقدس ﷺ نے عراق کو اپنی دعا سے محروم رکھا مگر ان کے دعوے کے خلاف صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عراق کے لئے بھی دعا، خیر فرمائی۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

نظر رسول اللہ ﷺ قَبِلَ الْيَمَنَ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ وَنَظَرِ قَبِلَ الْعِرَاقَ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ وَنَظَرِ قَبِلَ الشَّامَ فَقَالَ اللَّهُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوبِهِمْ وَتَبَارَكَ لَنَا فَنِي صَاعِنًا وَمُذَنَّا^(۱)

۱۔ عاء الدین علی نقی ہندی، علامہ، متوفی ۹۷۵ھ کنز العمال، جلد سابع عشر، ص ۱۳۶۔

(۱) المعجم الصغير، جزء ۱، ص ۱۷۳، المكتبة الإسلامية، بيروت۔

المعجم الكبير، جزء ۵، ص ۱۱۶، مكتبة العلوم والحكم، الموصل۔ (ایضاً لکھنے پر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف دیکھا اور یہ دعا فرمائی اے اللہ ان کے دلوں کو میری طرف مائل فرما اور عراق کی طرف دیکھا اور یہ دعا فرمائی اے اللہ ان کے دلوں کو میری طرف مائل فرما اور شام کی طرف دیکھا اور یہ دعا فرمائی اے اللہ ان کے دلوں کو میری طرف مائل فرما اے اللہ ہمارے لئے ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔

ایک اور حدیث میں ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَظَرَ إِلَى الشَّامِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْضُطْ بِقُلُوبِهِمْ إِلَى طَاعَتِكَ وَاحْطُ مِنْ وَرَائِهِمْ إِلَى رَحِمَتِكَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ مَثَلُ ذَلِكَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ مَثَلُ ذَلِكَ^۲

نبی ﷺ نے شام کی طرف نظر کی اور یہ دعا کی، اے اللہ! ان کے دلوں کو اپنی طاعت کی طرف مائل فرما اور ان کے ارد گرد اپنی رحمت گھیر دے، پھر یمن کی طرف نظر کی اور اس کی مثل دعا فرمائی، پھر عراق کی طرف نظر کی اور ایسے ہی دعا کی۔

اگر معاندین کے بقول عراق میں دین و دنیا کی ساری خرابیاں بھری ہوئی تھیں تو عراق کے ساتھ اتنا شغف کیوں تھا کہ یمن اور شام کے ساتھ ساتھ عراق کے لئے بھی یہ خاص دعائیں کیں اور کیا مودی صاحب یہ جرات کر سکتے ہیں کہ کہہ دیں کہ حضور اقدس ﷺ کی شام اور یمن کے حق میں یہ دعا قبول ہوئی اور عراق کے حق میں نہ ہوئی۔

کنز العمال کی روایت میں اس دقیق نکتے پر ناظرین غور کر لیں کہ ان تینوں ممالک کے لئے دعا خیر فرما کر ان کو اپنے دامن میں سمیٹ کر صیفہ منتظم کے ساتھ برکت کی دعا فرمائی اس سے تین افادے ہوئے: ایک یہ کہ یہ تینوں ممالک دنیا کے ملکوں میں ممتاز ہیں، دوسرے یہ کہ یہ

مجمع الزوائد، جزء ۴، ص ۳۰۴، دار الريان للتراث، القاهرة، دار الكتاب العربي، بيروت۔

الأدب المفرد، جزء ۱، ص ۱۶۹، دار البشائر الإسلامية، بيروت۔

۲۔ ابوبکر محمد الرازقی بن ہمام صنعانی، تصحیح، متوفی ۲۱۱ھ مصنف، جلد چہارم عشر میں ۲۵۰-۲۵۱

تینوں رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ میں ایک درجے کے ہیں اور تیسرے یہ کہ ان تینوں کو اپنی مخصوص دعاؤں سے سرفراز فرمایا۔

عراق کی ایک اور فضیلت:

یہ تو نظر آیا کہ احادیث میں ہے کہ وہاں کا خروج عراق سے ہوگا (اگرچہ یہ احادیث صحیحہ مرفوعہ کے معارض ہے اور ناقابل قبول) مگر یہ نظر نہیں آیا کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضرت امام مہدی (ؑ) کی رکن اور مقام کے درمیان لوگ بیعت کر لیں گے اور ان پر شام کا حملہ آور لشکر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان پیدا کے مقام پر زمین میں دھنس جائے گا اور لوگ تانہا پر دی کی نظارہ کر لیں گے، تو:

اتاہ ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبايعونه۔^(۱)

امام مہدی کی خدمت میں شام کے ابدال اور عراق کے لوگ گروہ درگروہ حاضر ہو کر بیعت کریں گے۔

اب بتائیے کہ یہ عراقی گروہ درگروہ حضرت امام مہدی کی بیعت کرنے والے خوارج ہوں گے کہ روافض بہتزلہ ہوں گے کہ جمیہ، جروہ یہ ہوں گے کہ غیر مقلد۔

آپ نے خود یہ حدیث ذکر کی ہے۔

لا تقوم الساعة حتى يتحول خيار اهل العراق الى الشام ويتحول شرار اهل

۱۔ احمد بن حنبل، امام، متوفی ۲۴۱ھ، مسند، جلد ساس، ص ۳۱۷۔

(۱) صحيح ابن حبان، جزء ۱، ص ۵۹، مؤسسة الرسالة، بيروت۔

موارد الطمان، جزء ۱، ص ۴۶۴، دار الكتب العلمية، بيروت۔

سنن أبي داؤد، جزء ۴، ص ۱۰۷، دار الفكر، بيروت۔

مسند اسحاق بن راهويه، جزء ۱، ص ۱۷۰، مكتبة الإيمان، المدينة المنورة۔

مسند أبي يعلى، جزء ۱۲، ص ۳۶۹، دار المأمون للتراث، دمشق۔

المسند المنيف، جزء ۱، ص ۱۴۵، مكتبة المطبوعات الإسلامية، حلب۔

الشام الى العراق۔^(۱)

قیامت اس وقت تک نہ قائم ہوگی جب تک عراق کے اچھے لوگ شام اور شام کے برے لوگ عراق کی طرف منتقل نہ ہو جائیں۔

یہ اس کی دلیل ہے کہ قیامت تک عراق میں اچھے لوگ بھی رہیں گے اور شام میں برے لوگ بھی۔ رہ گیا آج کیا حال ہے تو پوری دنیا جانتی ہے کہ شام پر نصیریوں کا تسلط ہے اور شام ہی کے ایک نکلے پر یہودیوں کی سلطنت ہے جس نے اپنے حدود سے مسلمانوں کو نکال دیا واضح ہو کہ فلسطین شام ہی کا ایک حصہ تھا مگر یوں نے شام کے چار نکلے کر دیئے ہیں۔ ناظرین اس پہلو پر غور کر لیں کہ شام نہ ہمیشہ صاف تھرا رہا اور نہ آج ہے وہاں پہلے بھی بڑے بڑے فتنے اُٹھے اور بڑے بڑے فتنہ گر پیدا ہوئے اور آج بھی ہیں پھر شام کے ان فتنوں اور فتنہ گروں سے چشم پوشی کر کے صرف عراق کے فتنوں کا وظیفہ جینا کیا معنی؟ ابھی حدیث گزری کہ حضرت امام مہدی پر سب سے پہلے جو لشکر حملہ کرے گا وہ شام کا ہوگا۔

رہ گیا عراق کے بارے میں حضرت کعب احبار کا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہنا عراق مت جائیے وہاں یہ ہے وہاں وہ ہے الی آخرہ۔

یہ حدیث مؤطا امام مالک اور مصنف عبدالرزاق میں ہے مؤطا امام مالک میں اس کی کوئی سند نہیں اس میں یہ ہے کہ امام مالک نے فرمایا، بلغنی یہ امام مالک کے بلاغات میں سے ہے اور منقطع ہے البتہ مصنف عبدالرزاق میں یہ سند مذکور ہے اخیر نا عبد الرزاق عن معمر عن ابن طاؤس عن ابيه قال۔

اس سند میں دو نقص ہے، ایک تو یہ کہ اس میں ارسال ہے

(۱) مسند احمد، جزء ۵، ص ۲۴۹، مؤسسة قرطبة، القاهرة۔

الفتن لعیم بن حماد، جزء ۲، ص ۶۳۱، مكتبة التوحيد، القاهرة۔

حاشية ابن القيم، جزء ۷، ص ۱۱۶، دار الكتب العلمية، بيروت۔

وقال ابو زرعة ويعقوب بن ابی شیبہ حدیثہ عن عمر وعلى مرسل
ابو زرعة اور یعقوب بن ابی شیبہ نے کہا کہ طاؤس کی حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ
عنہما سے مروی حدیث مرسل ہے۔

دوسرا نقص یہ ہے کہ امام طاہرؑ کے صاحبزادے عبداللہ اموی شہنشاہ سلیمان بن عبد الملک کے خاتمہ بردار تھے جس کی وجہ سے اہل بیت اطہار پر یکشر تاروا حملے کرتے رہتے تھے اسی میں عبارت مذکورہ کے بعد ہے۔

حارث بن مُضرب نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا عراق والے آپ کی یہ حدیث بروایت طاؤس مرفوعاً بیان کرتے ہیں:

ما ابقت الفرائض فلاولى عصابة ذكر -

اصحاب فرائض سے جو باقی نیچے وہ قریب ترین مرد عصب کا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ حدیث نہ میں نے روایت کی ہے اور نہ طاؤس نے پھر حارث نے طاؤس سے پوچھا تو انہوں نے بھی انکار کیا اس پر حارث نے کہا یہ ان کے بیٹے عبد اللہ کی حرکت ہے: یہ یسعیہا بن عبد الملک کے خاتم برادر اہل بیت پر بکثرت حملے کرتے رہتے تھے۔

جو شخص اپنے آقا کی خوشنودی کے لئے اہل بیت نبوت پر ناروا حملے کرنے کا عادی ہووے اگر اپنے آقا کے سیاسی حریف عراق کے خلاف کچھ کہے تو وہ کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے نیز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل کب احبار کے اس قول کی تردید ہے کیونکہ انہوں نے کوفہ میں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام ؓ کو بوساویہ بھی غیب روزگار صاحب بدر اور بیعت رضوان کو کیا کوئی مسلمان اس کو تسلیم کر سکتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم ؓ خود ان بلاؤں کی وجہ سے عراق نہ جا سکیں اور صحابہ کرام کو بوسا نہیں جب کہ حدیث میں فرمایا گیا،

لا یؤمن احدکم حتی لا یحب ما یحب لنفسه۔^۱
 تم اس وقت تک کامل مومن نہ ہو گے جب تک اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے وہی نہ
 پسند کرو جو اسے لئے پسند کرتے ہو۔

اس کے تحت سند الحفاظ علامہ عسقلانی نے علامہ کرمانی سے نقل فرمایا:

ومن الايمان ايضا ان يبغض لاختيه ما يبغض لنفسه ولم يذكره لأن حب
الشي لنفسه مستلزم لنقيضه.^٤

یہ بھی ایمان سے ہے کہ جو کچھ اپنے لئے ناپسند کرے اپنے بھائی کے لئے ناپسند کرے اسے اس لئے ذکر نہ فرمایا کہ کسی چیز سے بحث اس کی نفیض کی عداوت کو مستلزم ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں پر کتنے شفیق تھے تب کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی معمولی سی تکلیف پر تڑپ جاتے پھر وہ اس کو کیسے پسند کرتے تھے کہ عراق جیسے بلیات و آفات کے گھرن میں مسلمانوں کو بائیں اور خود نہ جائیں۔

حضرت فاروق اعظم ؓ کو عراق کی آبادی سے کتنا شغف تھا وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ہمدان کے ہزار گھر کے لوگ شام کی طرف ہجرت کرنے کے ارادے سے مدینہ طیبہ آئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بار بار اصرار کر کے عراق بھیجا یہاں تک کہ ان لوگوں نے جب یہ شام کی طرف سوار یاں موڑیں تو حضرت فاروق اعظم ؓ ان کی سواریاں کو رخ عراق کی طرف کرنے لگے ان کی کشش میں کچادہ کی لکڑے سے ان کے سر میں چوٹ بھی لگ گئی اور خون بہنے لگا یہ دیکھ کر ان لوگوں نے کہا ہے! امیر المؤمنین! اب آپ جہاں فرمائیں گے ہم لوگ وہیں جائیں گے فرمایا عراق جاؤ وہاں اچھا جہاد ہے وہاں کنوئیں ہیں اور زرخیز زمین ہے یہ لوگ کہنے میں جا کر آباد ہو گئے۔ علیہ السلام

۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، بخاری محدث، متوفی ۲۵۶ھ، بخاری، ج ۱، ص ۶۔

۲۔ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی، علامہ، متوفی ۸۵۲، فتح الباری، ج ۱، ص ۱۸۔

۳ ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی محدث متوفی ۲۱۱ھ، مصنف عبد الرزاق، ج ۵، ص ۵۱/۵۰۔

دجال کے بارے میں

بعض احادیث میں ہے کہ دجال عراق سے نکلے گا مگر ایسی روایتیں جتنی ہیں سب مجروح ہیں ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر موقوف ہے دوسری کعب احبار کا قول ہے اس کے معارض بخاری مسلم کی تصحیح مرفوع حدیثیں ہیں

حدیث اول

یاتی الدجال من قبل المشرق۔^(۱)

دجال مشرق کی طرف سے آئے گا۔

اس حدیث میں اس کا احتمال تھا کہ مشرق سے مراد عراق ہو نجد ہو ہندوستان ہو مگر ان احتمالات کو دوسری حدیث نے ختم کر دیا فرمایا:

حدیث دوم

الدجال یخرج من ارض المشرق یقال لہا خراسان^(۲)

دجال مشرق کی ایک سرزمین سے نکلے گا جسے خراسان کہتے ہیں (جو امام بخاری اور امام مسلم کا مولد و مدفن ہے)۔

۱۔ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی، محدث، متوفی ۷۴۹ھ، مشکوٰۃ، ج ۵، ص ۴۷۵۔

(۱) مشکوٰۃ، ص ۴۷۵، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

مسند احمد، جزء ۲، ص ۷۳۹/۷۴۰، مؤسسة قرطبہ، القاہرہ۔

صحیح مسلم، جزء ۲، ص ۱۰۰، دار احیاء التراث العربی۔

صحیح ابن حبان، جزء ۱۵، ص ۲۲۱، مؤسسة الرسالة، بیروت۔

مسند ابی یعلیٰ، جزء ۱، ص ۳۴۶، دار المأمون للتراث۔

(۲) سنن الترمذی، جزء ۴، ص ۵۰۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

المستدرک علی الصحیحین، جزء ۴، ص ۵۷۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

الأحادیث المختارہ، جزء ۱، ص ۱۱۶، مکتبۃ النهضة الحدیثہ۔

حدیث سوم

انہ یخرج حلة بین الشام والعراق نعات یعینا وعات شمالا۔^(۱)

وہ شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور دائیں بائیں فساد پچائے گا۔

ان صحیح مرفوع حدیثوں کے ہوتے ہوئے موقوف حدیث اور کعب احبار پر اعتماد کر کے

یہ کہنا کہ یہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ دجال عراق ہی سے نکلے گا یہ اپنے ایمان کو خیر باد کہتا ہے۔

رہ گیا وہ جو بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ ان نجدی فتنہ گروں کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔

ایک گروہ فنا ہوگا تو دوسرا سر اٹھائے گا یہاں تک کہ ان کا اخیر فرقہ دجال کے ساتھ نکلے گا اس کا

مطلب یہ ہے کہ جب ان فتنہ گروں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارا سب سے بڑا قائد منتظر دجال ظاہر

ہو چکا ہے تو یہ لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے یعنی اپنا وطن چھوڑ کر اس کے ساتھ ہو جائیں گے

اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا خروج نجد سے ہو اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ جب دجال

نجد جائے گا تو یہ سب اس کے اوپر ایمان لائیں گے کیونکہ یہ یقینی ہے کہ دجال حرمین طہیین کے علاوہ

پوری دنیا میں جائے گا اس میں نجد بھی داخل ہے۔

دوسرے بلاد کے فتنے

اس سے انکار نہیں کہ عراق میں فتنے ہوئے لیکن یہ عراق ہی کی خصوصیت نہیں تاریخ

اسلام بڑھ ڈالنے مسلمانوں کا کوئی بڑا شہر ہے جو فتنوں سے پاک رہا، خود آپ اپنے ہندوستان کے

دار السلطنت دہلی کو دیکھ لیجئے، ہاں اس سے ضرور انکار ہے کہ نجد کے بارے میں جو احادیث وارد

ہیں ان سے عراق مراد ہے اور یہ ضرور انتہائی قابل مذمت ہے کہ ان میں تحریف معنوی کر کے انہیں

۱۔ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی، محدث، متوفی ۷۴۹ھ، مشکوٰۃ، ج ۳، ص ۴۷۵۔

(۱) صحیح مسلم، ج ۴، ص ۲۵۲، دار احیاء التراث العربی۔

الجامع المستدرک، ج ۴، ص ۵۸۰، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۳۵۰، دار الریان للتراث القاہرہ، دار الکتب العربی، بیروت۔

سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۱۳۶، دار الفکر، بیروت۔

عراق پر چسپاں کیا جائے اور دہلی میں ان فتنوں کو بیان کیا جائے جو عراق میں ہوئے پھر اس جوش میں اس کا بھی جوش نہ رہے کہ ہم کیا لکھ رہے ہیں اور یہ بات حقیقت میں کہاں پہنچتی ہے۔

نور کچھ فتنے کہاں سے نہیں اٹھے، کیا مکہ معظمہ سے فتنے نہیں اٹھے، مدینہ طیبہ سے نہیں اٹھے، شام سے نہیں اٹھے، یمن سے نہیں اٹھے، ہندوستان سے نہیں اٹھے، ہندوستان بھی مدینہ طیبہ سے شرق کی جانب ہے کیا کوئی دیندار پسند کرے گا کہ وہ کہہ دے کہ ان احادیث سے مراد ہندوستان ہے یا ہندوستان کا کوئی شہر دہلی، بنارس، جیو پال ہے۔

شام کے بارے میں اسی حدیث میں برکت کی دعا ہے مگر کیا شام سے فتنے نہیں اٹھے، اسلام کی تاریخ پڑھئے، شام ہی کا دارالسلطنت دمشق ہے جہاں سے سارے فتنوں کی بنیاد وہ سنگین خطرہ فتنہ ایسا اٹھا جس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کلہ گوا فراہم میں اختلاف اور افتراق کا بیج پودا دہے خلیفہ برحق سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف غلط پروپیگنڈہ اور ان کی بیعت سے انکار اور ان کے خلاف جنگ، اس سب کا مرکز کون ملک تھا؟ یزید پلید کہاں رہتا تھا جس کی شر انگیزی سے حادثہ کربلا رونما ہوا، مدینہ طیبہ میں (واقعہ ححرہ) کی قیامت صفری قائم ہوئی۔ مکہ معظمہ پر حملہ ہوا۔ متینقی سے بیت اللہ شریف پر آگ اور پتھر برسائے گئے جس سے اس کی مقدس چھت اور مہار پر دے جل گئے کیا یزید کا مسکن شام کا دارالسلطنت نہیں تھا؟

مشہور۔ شاک عبد الملک بن مروان کی تخت گاہ کہاں تھی جس نے حجاج جیسے خونخوار بے رحم، سنگدل سراپا فتنہ کو بھیج کر مکہ معظمہ کا محاصرہ کرایا اور جواری رسول اللہ ﷺ کے قرۃ العین حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کیا اور ان کی مبارک لاش کو آوندھی کر کے سولی پر لٹکایا، حجاج جس کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ اگر ساری اتیں اپنے اپنے ظالموں کو لائیں۔ اور ہم صرف حجاج کو پیش کریں تو حجاج ہماری ہوگا۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن حجاج کی مغفرت ہوگئی تو پھر کوئی مسلمان جہنم میں نہ جائے گا عراق میں تو ضرور رہتا تھا مگر اصل باشندہ طائف کا تھا اور اس کی قوت کا مرکز دمشق شام میں تھا۔

اس دور کی بات لیجئے شام کا صدر حافظ الاسد علوی جس نے ہزار ہا اہل سنت کو قتل کرایا

اور نجد یوں کی طرح اہل سنت کو مجبور کر رہا ہے کہ اسے مذہب کو قبول کریں۔ بولنے یہ فتنہ ہے یا نہیں؟ مدینہ طیبہ کے تقدس اور اس کی عظمت سے کس مسلمان کو انکار ہے، مگر یہاں کم فتنے اٹھے، یہود کا فتنہ، منافقین کا فتنہ، ابن صیاد کا فتنہ، حضرت فاروق اعظم ؓ کی شہادت، حضرت عثمان ذوالنورین ؓ کے خلاف شورش، ان کا محاصرہ، ان پر پانی اور غذا کی بندش، نماز کے لئے مسجد میں آنے سے روکنا، پھر ان کی شہادت، واقعہ ححرہ، یہ سب مدینہ طیبہ ہی میں ہوئے، حتیٰ کہ قرآن میں فرمایا گیا۔

﴿وَمِمَّنْ خُولِجُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ ط وَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ قَدْ مَرَّؤُوا عَلٰی

الْبَقَاعِ قَدْ﴾ (التوبة: ۱۰۱، ۱۰۲)

اور تمہارے آس پاس نے کچھ کنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے ان کی خو ہوگئی ہے نفاق۔ (کنز الایمان)

ایسا ہی میں ہمت ہے کہ وہ کہہ دے کہ مدینہ طیبہ فتنوں کی سرزمین ہے اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو جب بتا دیجئے پھر خود ہی سب پرواضح ہو جائے گا کہ جیسے یہ کہنا صحیح نہیں کہ مدینہ طیبہ فتنوں کی سرزمین ہے اسی طرح یہ کہنا بھی درست نہیں کہ عراق فتنوں کی سرزمین ہے۔

مکہ معظمہ سے بڑا فتنہ کہاں اٹھا کہ وہاں کے ظالموں نے مسلسل تیرہ سال تک حضور اقدس ﷺ کو وسعت بھرتایا، ذلیل سے ذلیل کرکیں کیں، مسلمانوں کا جینا دو بھر کر دیا، اخیر میں یہاں تک کیا کہ قتل کے ارادے سے کاشانہ مبارک کا محاصرہ کر لیا۔ جس کے نتیجے میں حضور ﷺ کو مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا پھر بھی چین سے نہ بیٹھے، بار بار فوجیں لے کر مدینہ طیبہ پر حملہ کیا اکیلے بھی اور ہادیہ خد کے مشہور و معروف قبیلہ عطفان کو ساتھ لے کر کے بھی۔ قبائل عرب کو اسلام و مسلمین کے خلاف ابھارا، یہود کو شر پر آمادہ کیا، منافقین کو آکسانے کی کوشش کی یہاں تک کہ حضور ﷺ کو شہید کرنے کے لئے خفیہ آدمی بھی بھیجے، پھر یزید کے زمانہ میں مکہ معظمہ کا محاصرہ، اور عبد الملک شاک کا بار بار مکہ معظمہ پر حملہ۔ اخیر میں حجاج کا محاصرہ، وہ بھی انتاخت کہ حرم الہی کے باشندوں پر باہر سے غذا و پانی جانا بند، حتیٰ کہ اس سال سوائے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے

چند ہزاروں کے عام مسلمان حج نہ کر سکے۔ پھر مصر کے عید یوں کا قبضہ پھر قرامطہ کی چڑھائی، اور پورے مکہ معظمہ پر ان کا تسلط، حجر اسود کو اکھاڑ کر لیٹانا، جس کے نتیجے میں بائیس سال تک کعبہ مقدسہ بغیر حجر اسود کے رہا، ہر مسلمان سوچے کیا یہ سب باتیں عظیم فتنے نہیں کیا ان فتنوں کی وجہ سے کوئی محض مندوبین اور مسلمان یہ کہنا پسند کر سکتا ہے کہ مکہ معظمہ فتنوں کی سرزمین ہے اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو وجہ بتا دیجئے پھر دنیا پرورش ہو جائے گا کہ فتنوں کے باوجود مکہ معظمہ کی طرح عراق کو بھی یہ کہنا کہ یہ فتنوں کی سرزمین ہے دینداری نہیں دین فروشی ہے۔

یہاں اس سے بحث نہیں کہ کہاں سے فتنے اُٹھے یا کہاں سے زیادہ اُٹھے اور کہاں سے کم، یہاں بحث اس سے ہے کہ ان احادیث میں نجد سے مراد عرب کا مشرقی صوبہ نجد ہے یا عراق، یا بھوپال یا دہلی۔ اسی طرح ان احادیث میں مشرق سے کیا مراد ہے؟ احادیث کے مفہوم صریح، سیاق و سباق اس کی دلیل ہیں کہ اس سے مراد وہی ملک نجد ہے جو آج سعودی مملکت کا حصہ ہے خصوصیت سے وہ علاقہ جہاں آج یہودی و نصرانی شراب پی رہے ہیں خنزیر کھا رہے ہیں بدکاری کر رہے ہیں اور صلیب کی پوجا کر رہے ہیں، جس علاقہ میں مسلسل دو سو سال تک مسلمانوں کا قتل عام ہوتا رہا اور مسلمانوں کو جین سے سونا نصیب نہیں ہوا۔

کچھ لوگ بڑے طعنائی کے ساتھ جناب مولانا سلیمان ندوی اور ان کے استاذ مولانا شبلی کا قول یہ کہہ کر پیش کرتے ہیں کہ یہ دونوں مشہور حنفی مؤرخ ہیں۔

اس پر گزارش ہے کہ جناب سلیمان ندوی صاحب کبھی حنفی رہے ہوں گے عقیدہ وہ ہمیشہ غیر مقلد رہے اور اخیر عمر میں علماء بھی غیر مقلد ہو گئے تھے۔

حیات سلیمان میں ہے:

”یہ (تقویۃ الایمان) پہلی کتاب تھی جس نے مجھے دین حق کی باتیں سکھائیں اور ایسی سکھائیں کہ اثنا و تعلیم و مطالعہ میں بیسیوں آندھیوں آئیں، کتنی دفعہ خیالات کے طوفان اُٹھے مگر اس وقت جو باتیں بڑ بڑکتی تھیں ان میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے نہ ہل سکی، علم کلام کے مسائل، اشاعرہ و معتزلہ کے نزاعات، غزالی، رازی اور ابن رشد کے دلائل

یک بعد دیگرے نکاہوں کے سامنے سے گزرے مگر اسماعیل شہید کی تلقین اپنی جگہ قائم رہی۔“^۱

اسی میں ایک اور جگہ ہے:

”فتنات میں اسی ایک جہت لی تقلید تمامہ نہیں ہوئی، بلکہ اپنی بساط پھر دلائل کی تنقید کے بعد فتنہا، اسی ایک مسلک کو ترجیح دی ہے۔“^۲

اسی میں ایک اور جگہ ہے:

”سید صاحب نے مسلک اعتدال کی بناء پر بعض اہل حدیث (غیر مقلد) ان کو اپنی جماعت میں شمار کرتے ہیں اور اہل حدیث علماء کے زمرے میں ان کے حالات بھی لکھے ہیں۔“^۳

ان سب پر متنازع یہ کہ یہ بھی نجد یوں کے نمک خوار تھے۔ اسی میں ہے کہ جب یہ بزرگوار حج لے لئے گئے ان پر شاہ ابن سعود کی خاص عنایتیں ہوئیں لکھا ہے:

”ماہ فلہ میں، رباط بھوپال میں قیام تھا، لیکن سلطان عبدالعزیز بن سعود نے اس کو پسند نہیں کیا اور اپنا خاص مہمان بنایا اور کئی مرتبہ دعوت بھی کی۔“^۴

نجد یوں کی حمایت میں نجد یوں کے نمک خوار اور ہم عقیدہ اشخاص کے اقوال پیش کرنا اہل فرہی نہیں تو اور کیا ہے؟

رہ گئے شبلی صاحب، وہ اپنے آپ کو حنفی ضرور کہتے تھے مگر ان کی کتاب ”اکام“ پڑھ لیجئے اس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ معتزلہ تھے۔

مؤوی صاحب نے لکھا ہے:

۱۔ شاہ معین الدین احمد ندوی، ۱۰ تا ۱۰۰ بیانات سلیمان میں ۵۔

۲۔ ایضاً ص ۶۷۹۔

۳۔ ایضاً ص ۶۷۶۔

۴۔ ایضاً ص ۵۳۳۔

اول الذکر صاحب نے سیرۃ النبی میں لکھا:

”یہ اشارہ عرب (یعنی مدینہ منورہ) سے مشرق کی جانب تھا یعنی عراق کی جانب۔“

لیکن جب ایک حدیث میں نجد کی تصریح ہے تو اس سے عراق مراد لینا کسی طرح درست نہیں لفظ کی صریح دلالت جس پر معنی ہوگی وہی بہر حال مراد ہوگا جب کہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہ ہو۔ پھر ربیعہ و مضر، کیا بتا رہے ہیں، ربیعہ و مضر نجد کے باشندے تھے یا عراق کے؟

آگے ہے:

”دیکھو حضرت عمر کا قاتل عجمی تھا۔“

ضرور عجمی تھا مگر عراقی نہیں تھا ایرانی تھا، نہ حضرت عمر کی شہادت عراق میں ہوئی پھر اس کے ذکر سے فائدہ؟

آگے لکھا:

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد کا فتنہ عراق ہی سے اٹھ کر مصر تک پہنچا۔“

اولاً یہ صحیح نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتنہ عراق سے اٹھا، تاریخ کی کتاب میں دیکھ لیجئے، اس فتنے کی بنیاد عبداللہ بن سعد بن ابی سرح پر اعتراض سے ہوئی اور یہ اعتراض کرنے والے مصری تھے، اصل میں یہ فتنہ مصر سے اٹھا، عافیا فساد کی بنا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے اور اس وقت مصر کے والی تھے۔ ان کے مخالفین کے قائد محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھے جو مدینہ طیبہ کے باشندے تھے پھر اسے عراق کے سرمنڈھنا صرف خن پروری کے علاوہ اور کیا ہے؟

آگے ہے:

”جنگ جمل اسی سرزمین (عراق) میں ہوئی“

پہلے یہ سطر کر لیجئے کہ اعتبار جانے وقوع کا ہے یا بانیوں کی جائے پیدائش اور مسکن کا اگر جائے وقوع کا اعتبار ہے تو پھر پہلے یہ اعلان کیجئے کہ فتنوں کی سرزمین مدینہ طیبہ ہے وہ بھی خاص مسجد نبوی کیونکہ حضرت فاروق اعظم ؓ مدینہ طیبہ میں خاص مسجد نبوی میں شہید کئے گئے حضرت عثمان ذوالنورین ؓ پر پہلا حملہ خاص مسجد نبوی میں اس وقت ہوا جب وہ منبر رسول پر

عصا رسول لے کر خطبہ دے رہے تھے غلاموں نے عصا رسول ان کے ہاتھ سے چھین کر اسی سے ان پر حملہ کیا یہاں تک کہ عصا مبارک توڑ ڈالا حضرت عثمان ؓ گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے اور مدینہ طیبہ ہی میں مسجد کے متصل شہید کئے گئے۔

اور سن ۶۳ھ میں واقعہ حرہ مدینہ طیبہ ہی میں ہوا جس میں ہزار صحابہ و تابعین شہید کئے گئے مدینہ طیبہ کا ہر گھر لوٹا گیا ایک ہزار کسوڑی دو شیرازوں کی عصمت دری کی گئی، مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے گئے، جو اس میں لید اور پیشاب کرتے تھے تین دن تک مسجد نبوی میں اذان نہیں ہوئی، بولے اب مدینہ اور خاص مسجد نبوی کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

پھر اس تقدیر پر اس کے ذکر سے کیا فائدہ کہ حضرت عمر ؓ کا قاتل عجمی تھا۔

اور اگر اعتبار بانیوں کی جائے پیدائش اور جائے سکونت کا ہے تو ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر بتائیے گا کہ جنگ جمل کے بانی کہاں کے باشندے تھے اور کون تھے حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہاں کے باشندے تھے اور کون تھے، اب اخیر میں پھر بتائیے کہ اب فتنے کی سرزمین کون ہوئی؟

آگے ہے:

”حضرت علی ؓ یہیں عراق کے شہر کوفہ میں شہید ہوئے۔“

لیکن حضرت علی ؓ کو شہید کرنے پر اکسانے والے وہ لوگ تھے جو اپنی اصل کے اعتبار سے نجدی تھے۔ اور قبیلہ مضر کے فرد۔ تاظرین اس کتاب کا ص ۸۹ ملاحظہ کریں نیز یہ کہ مدینہ طیبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی افضل و اعلیٰ حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی شہید ہوئے پھر واقعہ حرہ میں ہزار ہا صحابہ و تابعین شہید ہوئے اب آپ بتائیے کہ فتنوں کی سرزمین ہونے میں کوفہ بڑھا ہوا ہے یا مدینہ طیبہ؟

آگے ہے:

”امیر معاویہ ؓ اور حضرت علی ؓ کی جنگ صفین یہیں (عراق) پیش آئی۔“

لیکن جب آپ کو تسلیم ہے کہ اس جنگ میں حق پرست حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطا پر اور کوفے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، تو کوفے والے فتنہ گر ہوئے کہ حق پرست اور فتنہ منانے والے۔ فتنہ گر اگر ہوئے تو اہل شام ہوئے۔ مزید برآں اس سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور واقعہ حرہ مدینہ میں پیش آیا اور پھر یزید اور عبدالملک بن مروان کے زمانے میں حرم الہی پر چڑھائی ہوئی اور مہم معظمہ میں جنگ ہوئی جس میں بیت اللہ شریف پر متحین سے پتھر برسائے گئے جس کے صدمے سے کعبہ شریف کی عمارت مخدوش ہوگئی اس کے پردے جل گئے چھت جل گیا سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے فدیے کے سینک جل گئے، سوائے چند نفوس کے عام مسلمان جہ نہیں کر پائے حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیے گئے ان کی لاش کو اٹھی کر کے سولی پر لٹکایا گیا، کثیر صحابہ و تابعین شہید ہوئے۔

جنگ صفین کا معرکہ عراق میں ضرور ہوا۔ مگر معرکے کے بانی و بزرگ ہیں جو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے مدینے میں بھی رسول رہے۔ اور ان کا مرکز شام و دمشق تھا۔ ان کی فوج میں تقریباً کل شامی افراد تھے۔

ہم نے صرف ان لوگوں کے سوچنے اور سمجھنے کا ایک خاکہ پیش کر دیا ہے کہ یہ لوگ جب کسی کے خلاف کچھ نہنا چاہتے ہیں تو یہ بھی نہیں دیکھتے کہ ہم کو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا ہمارے مدعا سے کوئی تعلق بھی ہے یا نہیں۔

ہم نے پہلے بھی لکھا ہے کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ عراق سے فتنے اٹھے لیکن ہمارا کہنا یہ ہے کہ فتنے کہاں سے نہیں اٹھے تھے، اٹھے کی وجہ سے کسی بھی ملک کو ان احادیث کا مصداق ٹھہرانا جو نجد کے بارے میں وارد ہیں یہ حدیث کی خدمت نہیں اور نہ دین کی خدمت ہے یہ حدیث نبوی کی تحریف معنوی ہے جس کو ہم تفصیل سے بتا آئے۔ بحث یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو قرن الشیطان فرمایا کون ہیں؟

مؤوی صاحب اس سلسلے میں اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ انہوں نے حدیث بھی وضع کر لی، لکھتے ہیں:

”مسند امام احمد اور الفتح الربانی (۲۸۹، ۲۳) وغیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت شام و یمن کے لئے برکت کی دعا کی اسی وقت آپ سے عراق میں خبر و برکت کی دعا کے لئے کہا گیا لیکن آپ نے یہ کہہ کر ٹال دیا من هناک یطلع قرن الشیطان ولها تسعة اعشار الشر و ہیں سے تو شیطان کی سینک نکلے گی اور اس کا تو شر و فساد میں نواں ۹۱۰ حصہ ہے (ص ۱۵)۔“

الفتح الربانی میرے یہاں نہیں، ”وغیرہ“ سے آپ کی کیا مراد ہے وہ معلوم نہیں۔ مسند امام احمد یہاں ہے اس میں کہیں یہ نہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام و یمن کے لئے برکت کی دعا کی اس وقت آپ سے عراق کے واسطے دعا کو کہا گیا ہو۔

حدیث ہے تو یہ ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اللهم بارک لنا فی شامنا و یمننا مرتین فقال رجل وفی مشرقنا یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من هناک یطلع قرن الشیطان و بها تسعة اعشار الشر۔ (ج ۲ ص ۹۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا دو مرتبہ کی کہ اے اللہ ہمارے شام اور یمن میں برکت دے تو ایک صاحب نے کہا اور ہمارے مشرق میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہاں سے شیطان کے کبر و نکلیں گے اور اس کے لئے شر کا ۹۱۰ حصہ ہے۔

اوتہ اس حدیث میں عراق کا لفظ نہیں مشرق کا لفظ ہے بجائے مشرق کے عراق کو حدیث کا لفظ بتانا تحریف لفظی ہے۔

ثانیاً ہم اوپر ذکر کر آئے یہ حدیث بخاری میں دو جگہ اور ترمذی میں ایک جگہ ہے اس میں بجائے ”مشرقنا“ کے ”نجدنا“ ہے ایک روایت، دوسری کی تغیر ہوتی ہے اس لئے ثابت کہ مسند کی اس روایت میں مشرق سے مراد نجد ہی ہے۔

ثالثاً یہ عرض کرنے والے صحابی تھے عہد رسالت میں کوئی عراقی مسلمان نہیں ہوا تھا البتہ نجد کے بہت سے خوش نصیب مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے یہ بھی اس پر قرینہ ہے کہ مشرق سے مراد نجد

ہے بلکہ احادیث پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں مشرق بول کر نجد مراد لینا شائع و ذائع تھا۔

ایک جگہ مشرق سے عراق مراد ہونے پر دلیل لاتے ہوئے لکھا:

”چونکہ عراق کا کل وقوع مدینہ منورہ سے شمالی مشرق کی جانب ہے اس لئے اکثر روایتوں میں اسے مشرق سے بھی تعبیر کیا گیا ہے بلکہ مملکت عراق پر مشرق کا اطلاق عہد رسالت اور مابعد کے زمانے میں گویا جغرافیائی اصطلاح کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔“ (ص ۷۱)

مدینہ منورہ سے شمالی مشرق میں واقع ہونے کی وجہ سے اگر بقول آپ کے مشرق سے عراق مراد لینا صحیح ہے تو نجد جو مدینہ منورہ سے ٹھیک مشرق میں واقع ہے اسے مراد لینا بدرجہ اولیٰ صحیح ہوگا جب کہ اس پر صریح الفاظ اور سیاق و سباق بھی واضح طور پر دلالت کر رہے ہیں جس کی پوری بحث گذر چکی۔ رہ گیا آپ کا یہ دعویٰ کہ عراق پر مشرق کا اطلاق جغرافیائی اصطلاح کی حیثیت اختیار کر گیا تھا محض تحکم ہے۔ میں نے جغرافیہ کی انتہائی مستند کتاب معجم البلدان اور شروح حدیث کے ارشادات اور خود نجدی مصنفین کے اقوال سے ثابت کر دیا ہے کہ نجد کا اطلاق ہمیشہ اس خطے پر عہد رسالت سے آج تک ہوتا آیا ہے جو تہامہ اور حجاز سے متصل یورپ ہے جس کی حدیں جانب شمال شام سے جانب جنوب یمن سے جانب مشرق عراق سے ملی ہیں جو آج سعودی مملکت کے قبضے میں ہے اور ان کا مولد بھی۔ ہاں البدینہ مشرق سے نجد مراد لینا یقیناً جغرافیائی اصطلاح تھی ان لوگوں کو افتراء کرتے ہوئے بہتان باندھتے ہوئے خصوصاً حضور اقدس ﷺ پر بھوت باندھتے ہوئے نہ خدا کا خوف ہوا اور نہ دنیا سے شرم آئی حالانکہ حدیث مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من کذب علی متعمداً فلیتوب مقعدہ من النار
جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

»»»»»

کوفہ کے بارے میں

ان لوگوں کو سب سے زیادہ کوفہ سے چڑ ہے وہ بھی صرف اس بناء پر کہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کوفہ کے باشندے تھے اس لئے ہم خاص اس شہر کے بارے میں چند تعارفی کلمات لکھتے ہیں۔

کوفہ:

وہ مبارک شہر ہے جسے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ۱۷ھ میں فاتح ایران حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسایا تھا اس مبارک شہر میں ایک ہزار پچاس صحابہ کرام جن میں ستر اصحاب بدر اور تین سو بیست رضوان کے شریک تھے آکر آباد ہوئے جس برج میں یہ نجوم ہدایت اکٹھے ہوں اس کی ضوفا نیاں کہاں تک ہوں گے اس کا اندازہ ہر ذی فہم کر سکتا ہے اس کی برکت یہ تھی کہ کوفہ کا ہر گھر علم کے انوار سے جگمگا رہا تھا ہر گھر دارالحدیث دارالعلوم تھا حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس عہد میں پیدا ہوئے اس وقت کوفہ میں حدیث و فقہ کے وہ آئمہ مند ربیں کی زینت تھے جن میں ہر شخص اپنی اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب تھا اور کوفہ کی یہ خصوصیت صحاح ستہ کے مصنفین کے عہد تک باقی رہی یہی وجہ ہے کہ امام بخاری کو اتنی بار کوفہ جانا پڑا کہ وہ اسے ثنائیں کر سکتے تھے ان کے اور بقیہ صحاح ستہ کے اکثر شیوخ کوفہ کے ہیں۔

اس شہر کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، رأس الاسلام، رأس العرب، حجة العرب (عرب کا سر) حتیٰ کہ رُح اللہ، کفر الایمان کہا کرتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اسے قیہ الاسلام و اہل الاسلام کا لقب دیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسے کفر الایمان، حجة الاسلام (اسلام کا سر) رُح الاسلام، سیف اللہ کہا، عہد صحابہ کے جہاد کی تفصیل دیکھ لیجئے کوفہ اور بصرہ ہی وہ فوجی مرکز تھے جہاں سے مجاہدین اسلام کسریٰ کے حدود میں جہاد کے لئے جایا کرتے تھے یہ انہیں دونوں مقدس شہروں کا احسان ہے کہ ایران خراسان اور پنجاب پاکستان ہندوستان کابل میں اسلام پھیلا جس کے صدقے میں آپ لوگ بھی کلمہ پڑھتے ہو، ایسے بنیادی مجاہدین اور

محدثین پر تبرایازی کرتے ذرا بھی شرم نہیں آتی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا پسند فرمایا کہ مدینہ طیبہ کے بجائے کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا کوفہ والوں نے جس خلوص اور سچائی کے ساتھ تن من و جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا وہ تاریخ کے صفحات پر زریں اوراق کی طرح تاباں ہے۔

رہ گیا حضرت امام حسین کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ ان فقیہ بازار فسطیوں نے کیا جواسی لئے کوفہ میں آباد ہو گئے تھے کہ مسلمانوں کو چین نہ لینے دیں اور ان میں سے اکثر پہلے نجد کے باشندے تھے اس کی مثال بالکل وہی ہے جیسے مدینہ طیبہ میں منافقین تھے اگر منافقین کی وجہ سے مدینہ طیبہ کی عظمت پر کوئی حرف نہیں آ سکتا تو ان کے وارثین کی وجہ سے کوفہ پر بھی کوئی داغ نہیں آ سکتا، کون ہستی ہے جو اسلام دشمن عناصر سے پاک ہے۔

امیر المؤمنین فی اللہ بیٹا امام بخاری نے فرمایا:

”میں علم حدیث کی طلب کے لئے دو بار مصر و دو بار شام و دو بار جزیرہ گیا چار بار بصرہ چھ سال حجاز میں رہا، کوفہ و بغداد کتنی بار گیا اس کا شمار نہیں“۔^۱

کوفہ میں احناف کے معاندین کے بقول سوائے فتنہ و فساد، دجل و فریب کے اور کچھ نہیں تھا تو امام بخاری کوفہ کی باریکیوں گئے کہ اس کے باوجود ان کا حافظہ کچھ لاکھ حدیثوں کو محفوظ رکھے ہوئے تھا کہ کوفہ کتنی بار گئے اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کا شمار نہیں۔ اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں کہ کوفہ والوں کی روایتوں کا اعتبار نہیں وہ لوگ بھی بتائیں کہ کیا امام بخاری غیر معتبر حدیثیں حاصل کرنے کے لئے ان گنت بار کوفہ گئے؟

لیکن ان عقلی کل لوگوں سے بعید نہیں وہ بڑی آسانی سے کہہ دیں گے کہ جی ہاں اسی لئے گئے تا کہ ضعیف حدیثیں سن کر ضعیف حدیثوں کی نشان دہی کر دیں ایسے حاضر جواب لوگوں سے گزارش ہے کہ وہ ذرا بخاری کے رواد کی تحقیق کریں کہ ان میں کتنے کوفی ہیں اگر نہ ملے تو ایک حنفی امام کی تصنیف ”عمدة القاری“ کو دیکھ لیں۔ عمدة القاری پڑھنے سے اگر دردِ دیگر کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہو تو ”تقریب“ کا مطالعہ کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ صحیح بخاری شریف میں

۱۔ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی، علامہ، متوفی ۸۵۵ھ، پہلی الساری ص ۸۷۔

کتنے کوفی راوی ہیں اور یہی حال دیگر صحاح ستہ کا بھی ہے مگر چونکہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ ہمارا یہ رسالہ بے پڑھے لکھے عوام مطالعہ کریں گے اور وہ ہماری بات پر یقین کر لیں گے اگر سوسوں سے ایک نے بھی ہماری بات کو سچ مان لیا تو ہماری محنت وصول ہو گئی وہ جانتے ہیں کہ کس کو فرصت ہے کہ عراق اور کوفہ کی تاریخ پڑھے اور وہاں کے محدثین اور فقہاء کی عظمت شان کو جانے لیکن اگر یوم آخرت پر ایمان ہے تو اللہ عز و جل کے مواخذے سے ضرور ڈرنا فرض ہے۔

رسالہ طویل ہو جائے گا اور یہ مضمون بھی خشک ہے ورنہ ہم بخاری شریف اور صحاح ستہ کے ان روایان حدیث کی فہرست دیتے جو کوفہ کے باشندے تھے بالاختصار اتنا ذہن نشین کر لیجئے کہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد پاک میں ایک صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ با حیات تھے ان کا وصال سن ۸۷ھ میں ہوا ہے ان کے علاوہ پچاسوں وہ اجلہ محدثین موجود تھے جو خود امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں مثلاً ہشام بن عروہ، امام شعبی، سلیمان عیسیٰ، سماک بن حرب، مبارک بن وثار جیسے حدیث کے آئمہ با حیات تھے اس لئے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ چونکہ عراق میں علم حدیث نہیں تھا اس لئے وہ زیادہ تر اے سے کام لیتے تھے۔

صحابہ کرام میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالت علمی سے کون واقف نہیں خلفائے راشدین کے بعد علم الصحابہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا قاضی اور وہاں کے بیت المال کا منتظم بنایا تھا اسی عہد میں انہوں نے کوفہ میں علم و فضل کے دریا بہائے۔

اسرار الانوار میں ہے:

”کوفہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مجلس میں بیک وقت چار چار ہزار افراد حاضر ہوتے ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تشریف لے گئے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے استقبال کے لئے اپنے تلامذہ کے ساتھ کوفہ سے باہر آئے تو سارا میدان بھرا ہوا تھا انہیں دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا ابن مسعود! تم نے کوفہ کو علم و فتنہ سے بھر دیا تمہاری حکومت یہ شہر مرکز علم بن گیا۔“

امام شعبی نے کہا کہ صحابہ میں چھ قاضی تھے ان میں سے تین مدینہ میں، حضرت

عمر، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید، اور تین کوفے میں حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوسوی اشعریؓ، امام سروق نے کہا میں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ان میں چھ کو منع علم پایا، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت زید، حضرت ابو الدرداء اور حضرت ابی بن کعبؓ۔ اس کے بعد دیکھا تو ان پھٹوں کا علم ان دونوں میں مجتمع پایا۔ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان دونوں کا علم مدینے سے بادل بن کر اٹھا اور کوفے کی وادیوں پر برسا۔ ان آفتاب و ماہتاب نے کوفے کے ذرے ذرے کو چمکا دیا۔

پھر اس شہر کو باب مدینہ العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے روحانی و عرفانی فیض سے ایسا سینچا کہ تیرہ سو سال گزرنے کے باوجود پوری دنیا کے مسلمان اس سے سیراب ہو رہے ہیں۔ خواہ علم حدیث ہو خواہ علم فقہ سب کی نہر میں یہاں سے بہہ کر پوری دنیا میں جاری ہوئیں۔ اگر کوفے کے راویوں کو ساقط الاعتبار کر دیا جائے تو پھر صحاح ستہ صحاح مندرہ جائیں گی میں نے ایک طالب علم سے کہا اس نے معمولی تتبع کر کے ڈیڑھ ہزار سے زائد ان کو فی راویان احادیث کی فہرست تیار کر لی جو امام بخاری اور دیگر صحاح ستہ کے رواق ہیں۔ علم حدیث کا ماہر نہیں ابتدائی متعلم جانتا ہے کہ ایک ایک راوی سے متعدد حدیثیں مروی ہیں اگر ان راویوں کو ساقط الاعتبار کر دیجئے تو کم از کم آدھی صحاح ستہ صاف۔ آپ نے فقہین حدیث کو احادیث رد کرنے کا بہت عمدہ داؤ تادیا وہ یقیناً آپ کے بہت منظور ہوں گے۔ تشابہت قلوبہم۔

عراق کے قبائل:

مؤوی صاحب نے عراق کے دفتر قبائلیہ میں ان قبائل کا بھی تذکرہ کیا ہے جن کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ جو ہمیشہ نہتے فتنوں میں سرگرم رہتے تھے مثلاً:

- (۱) فتح مکہ سے پہلے حضور اقدس ﷺ کے خلاف سازشیں محاذ آرائیاں
- (۲) حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو کر اسلام کو مٹانے کی جدوجہد۔

۱۔ خنس الدین بن عبداللہ ابن قیم، اعلام المؤمنین۔

(۳) مسیہ کذاب کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف پوری زور آزمائی۔

(۴) جنگ جمل اور صفین میں آگے آگے رہنا۔

(۵) حضرت علیؓ کے خلاف خوارج کے جتھے میں شریک ہونا۔

(۶) حضرت امام حسینؓ اور ان کے رفقاء کو بے دروی کے ساتھ شہید کرنا۔

(۷) حق ثقیفی کذاب پر ایمان لانا۔

(۸) بنو امیہ کے سلطنت کے لئے مستقل دروسے رہنا۔

(۹) پھر ابراہیم کے ساتھ مل کر منصور عباسی کے مقابلے پر آنا۔

(۱۰) باطل فرقوں کا یہاں سے نکلتا۔

اس پر گزارش یہ ہے کہ مذکورہ بالا فتنوں میں سے تین پہلے والے جو سب سے زیادہ خطرناک اور اسلام کو پھٹنے سے پہلی ہی ختم کرنے کی جدوجہد تھے عراق فتح ہونے اور کوفہ، بصرہ آباد ہونے سے پہلے کے ہیں۔ اور یہ سب سرزمین عرب میں رونما ہوئے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت یہ قبائل کہاں آباد تھے؟ ان سارے فتنوں کی جڑیں کہاں تھیں؟ اور ان اژدہوں کی نشوونما کہاں ہوئی تھی؟ وہ کون سی سرزمین ہے جس کی آب و ہوا کی سمیت نے ان قبائل کی سرشت میں فتنہ و فساد بھردیا تھا؟ وہ کون سا علاقہ ہے جہاں کے باشندے روز اول ہی سے اسلام و مسلمین کو تباہ و برباد کرنے میں اپنی پوری توانائیاں صرف کرتے آئے ہیں؟ اس کا صرف ایک ہی جواب ہے کہ یہ سرزمین نجد ہے اور وہ بھی وہ نجد جو آل سعود کے قبضے میں ہے۔ جہاں آج امریکن یہود و نصاریٰ فوجی خدام الحمرین کا لیبل لگانے والے شاہ فہد کی مہیا کی ہوئی شراب پیتے ہیں، خنزیر کھاتے ہیں، شاہ فہد کی پیش کردہ زنان عرب کے ساتھ بدکاری کرتے ہیں، یہی نہیں ان سب پر مستزاد یہ کہ صلیب کی پوجا بھی کرتے ہیں۔

اس سوال کا مذکورہ بالا جواب خود مؤوی صاحب کی تحقیق سے ظاہر ہے ناظرین ان کی کتاب کا ص ۸۹ اخایت ۷۷ مطالعہ کر لیں، لکھتے ہیں:

”ربیعہ اور مصر کے قبیلے کو جو شام میں اس علاقے میں آباد ہوئیں انہوں نے تفریق و امتیاز

میں خوب خوب حصہ لیا تاریخ و رجال کی چھوٹی بڑی کتابیں اسکے فتنے و فساد کی درد انگیز داستانوں سے بھری پڑی ہیں دِل میں چند قبائل کی نشان دہی کر دینا کافی سمجھتے ہیں“ (ص ۹۰)

مصر اور ربیعہ کے بارے میں ہم پہلے حدیث لکھ چکے ہیں کہ فرمایا گنوار بن، بے رحمی سنگدل ربیعہ اور مصر میں ہے اب مزید جناب کی زبانی سنئے، لکھتے ہیں:

”ربیعہ اور مصر قبیلے کے بائیں بازو کی مذمت میں متعدد احادیث نو یہ وارد ہوئی ہیں کنز العمال میں دو روایتیں اس معنی کی ہیں کہ ربیعہ اور مصر میں کفر و شرک، غفلت و قسوت اور جور و جفا کے وجود کی خبر دی گئی ہے بلکہ کنز العمال میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ قبیلہ ربیعہ کو جب بھی عزت و تمکنت حاصل ہوگی تو اسلام کو ذلت و رسوائی کا سامنا ہوگا مسند طبری کی ایک روایت میں ہے کہ مصر کا قبیلہ اللہ کے نیک بندوں کو آزمائش میں ڈال کر ہلاک کرتا رہے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ آسمانی لشکر کے ذریعہ انہیں اپنی گرفت میں نہ لے۔“ (ص ۸۹)

اب آئیے ربیعہ و مصر جو کونے میں آباد ہوئے کونے سے پہلے یہ کہاں رہتے تھے یہ مؤدی صاحب کی زبانی سنئے:

بنی اسد بن خزیمہ:

”قبیلہ مصر کی شاخ ہے بادیہ نجد میں آباد تھے سن ۱۹ھ میں کوفہ منتقل ہوئے لڑائی بھرائی ان کا شعار تھا عہد صدیقی کے فتور تدا میں مرتد ہو گئے حضرت امام حسینؑ کے مقابلہ میں پیش پیش تھے“ (ص ۹۰)

اسی قبیلہ میں مدعی نبوت علیہ بن ثعلبہ پیدا ہوا جس نے عہد نبوی میں بھی مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی تھی اور فتور تدا میں بھی۔

بنی تمیم بن مرہ:

”قبیلہ مصر کی شاخ ہے بادیہ نجد میں آباد تھے کوفہ منتقل ہوئے۔ عہد صدیقی میں اس

خاندان کے بھی کچھ لوگ مرتد ہوئے امام حسینؑ کے مقابلے کے لئے سامنے آئے جسٹی قافلے کے پیش تر افراد کو قتل کیا سن ۶۶ھ میں کونے کے مدعی نبوت مختار ثقفی کے ساتھ شامل ہو کر مسلمانوں سے جنگ کی۔“ (ص ۹۱)

اسی قبیلہ بنی تمیم سے ذوالجولیسرہ بھی تھا جس کا قصہ گزر چکا۔ مذہب نجدیت کا بانی ابن عبد الوہاب نجدی بھی اسی قبیلے کا تھا۔

بنی تمیم الرباب:

”قبیلہ مصر کی شاخ ہے اس خاندان کی کوئی شاخ نے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے لئے عبدالرحمن بن ملجم کو آمادہ کیا تھا۔“

بنی ثقیف:

”قبیلہ مصر کی شاخ ہے طائف میں آباد تھے (جو حجاز و نجد کا سرحدی شہر ہے) کوفہ منتقل ہوئے“ (ص ۹۱)

بنی خضاعہ:

”قبیلہ مصر کی شاخ ہے مدینے کے جنوب شرق میں آباد تھے۔“ (ص ۹۲)

نقشہ دیکھ لیں مدینے کے جنوب شرق میں نجدی ہی پڑتا ہے

بنی سلیم بن منصور:

”قبیلہ مصر کی شاخ ہے۔ مدینہ منورہ کے شمال (شرق) سے لے کر نجد، کوفہ، بصرہ، شام، مصر اور افریقہ میں آباد تھے ابتدائی اسلام میں اس خاندان کے ساتھ متعدد غزوات و سرایا ہوئے زبیری مروانی جنگوں میں جم کر حصہ لیا۔“ (ص ۹۳)

یہ تو صحیح ہے کہ بنی سلیم کوفہ، بصرہ، شام، مصر، افریقہ میں آباد ہوئے مگر شام، مصر، افریقہ فتح ہونے اور کوفہ اور بصرہ آباد ہونے سے پہلے کہاں رہتے تھے؟ ابتداء اسلام میں غزایا اور سرایا ان

کے ساتھ ہوئے اس وقت یہ کہاں آباد تھے؟ یہ جگہ تجھی جسے مؤوی صاحب نے بتایا تو مگر کوفہ بصرہ کے ساتھ ملا کر۔

بنی عامر بن صعصعہ:

”قبیلہ مضر کی شاخ ہے نجد باد عراق میں مقیم تھے، غزوہ تبوک کے بعد جب مشرق و مغرب نے قبول اسلام کر لیا تو بنی عامر کا وفد اسلام کا بہانہ لے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کی سازش سے مدینہ آیا“ (ص ۹۳/۹۵)

یہاں یہاں نہ صبر لبریز ہو گیا تو ”نجد“ کے ساتھ باد عراق اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ ناظرین نوٹ کر لیں جس خطے کو عراق کہا جاتا ہے جس میں کوفہ، بصرہ، بغداد ہے وہاں سے کوئی وفد خدمت اقدس ﷺ میں نہیں آیا اور نہ اس وقت بنی عامر بن صعصعہ عراق میں رہتے تھے بلکہ اس وقت ان کی بود و باش سعودی مملکت کے حدود میں تھی۔

بنی غطفان بن سعد:

”قبیلہ مضر کی شاخ ہے نجد قرن الشیطان میں آباد تھے غزوہ خندق کے موقع پر مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے یہ لوگ بھی آئے تھے بعد صدیقی میں ارتداد کی لہر ان میں چلی پڑی“ (ص ۹۵)

بنی فزارہ بن ذبیان:

”قبیلہ مضر کی شاخ ہے نجد اور وادی القریٰ میں آباد تھے غزوہ خیبر کے دنوں میں یہ بو ذخیبر کی مدد کو آئے“

اسی قبیلے کا فرد عبدالرحمن فزاری تھا جس نے مدینہ طیبہ کی چراگاہ پر ڈاکہ ڈال کر چرواہے کو قتل کیا اور سرکاری اونٹ ہانک لے گیا۔

بنی مکر بن وائل:

”قبیلہ ربیعہ کی شاخ ہے شمال مشرق جزیرہ عرب میں آباد تھے“ (ص ۹۶)

ناظرین نقشہ پر ایک نظر ڈال لیں جزیرہ عرب میں شمال مشرق مؤوی صاحب کے محل اللہ ابن سعود کی مملکت ہے خاص بات یہ ہے کہ سعودی فرمانروا اسی قبیلے کے افراد ہیں۔

بنی تغلب بن وائل:

”قبیلہ ربیعہ کی شاخ ہے“ (ص ۹۷)

عراق فتح ہونے سے پہلے کہاں آباد تھے یہ غائب کر دیا!

بنی شیبان بن ثعلبہ:

”قبیلہ ربیعہ میں مکر بن وائل کی شاخ ہے قبیلہ ربیعہ میں خوارج کے بیشتر آئمہ اسی خاندان بنی شیبان میں پیدا ہوئے۔“

عراق جانے سے پہلے کہاں آباد تھے مگر مکی وجہ سے نہ بتا سکے!

القدریات

”ابو ذکیم عبداللہ ابن ثور بن قیس بن ثعلبہ کی اولاد ہیں مطلع قرن الشیطان (نجد) میں آباد تھے۔ بحرین پر تسلط قائم کر لیا تھا اور وہیں سے مسلمانوں کے خلاف خروج کیا کرتے تھے“ (ص ۹۸)

مگر یہ تو بتائیے جب یہ بحرین میں رہتے تھے تو عراق سے ان کیا لگاؤ؟

حاصل کلام:

ناظرین مؤوی متحقق صاحب کی تحقیق اذنیق وقت نظر سے مطالعہ کریں تو ان پر واضح ہو جائے گا عراق فتح ہونے کو فورا بصرہ آباد ہونے کے بعد جو عرب کے قبائل وہاں آباد ہوئے ان کے اکثر مضر اور ربیعہ کی شاخ تھے جو پہلے سعودی عرب کے مقبوضہ ان کے شہنشاہوں کے مولد

وسکن "نجد" میں آباد تھے مسلمانوں کے خلاف جو بھی قتلہا خواہ عہد رسالت میں یا بعد میں سب میں اکثر یہی شریک رہے یہی مسلمانوں کے لئے ہمیشہ دوسری نہیں دروگر بنے رہے اس کو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا وہاں زلزلے اور قتلے ہیں وہاں کفر کا سرا ہے ان میں گوارہن ہے ان میں بے رحمی ہے ان میں سنگدلی ہے یہ جہاں بھی گئے اپنے خمیر میں رچی بسی ہوئی خباثتیں لینے گئے۔ یہ اصل میں نجد کے آب و ہوا کی تاثیر تھی کہ جو سناپ وہاں پیدا ہوئے جہاں بھی گئے سناپ ہی رہے۔

ایک ضروری نوٹ

نجدی مذہب کے بانی ابن عبدالوہاب قبیلہ مضر کی شاخ بنی قحیم کے فرد ہیں جیسا کہ گذر کا مزید برآں ان کے ایک ریہہ خوار نے بھی اس کی تصریح کی ہے اور ربیعہ کے چشم و چراغ شاہان ان خود ہیں عبدالواحد محمد راعب جو دارۃ الملک عبدالعزیز کے خاص کارندے ہیں، لکھتے ہیں:

"ومن ربيعة يدا التسلسل وصولا الى نسب ال سعود اما مضر فمن ابنه الياس يتفرع فروعان فرع مدرکہ ثم فرع طابخة وکان مه نسب الامام الشيخ محمد بن عبد الوهاب"۔

ربیعہ میں آل سعود کے نسب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے مضر کے بیٹے الیاس تھے اس کی دو شاخیں ہوئیں مدرکہ اور طابخہ، طابخہ سے امام شیخ محمد بن عبدالوہاب کا نسب ہے۔

ایک جگہ اور ہے:

"ان الموجود فی نجد من تمیم یمكن حصره فی ثلثة بطون وهی اولاً بطن حنظلة فمن حنظلة الوهبة وهم بيت الشيخ محمد بن عبد الوهاب فی الرياض"۔

نجد میں جو بنی تمیم موجود ہیں ان کو تین بطن میں مختصر کیا جاسکتا ہے ایک حنظلہ اسی سے الوہبہ (وہابی) ہیں اور یہ ریاض میں شیخ ابن عبدالوہاب کا گھرانہ ہے۔

۱۔ مقدمۃ التتبع، شیخ الوہدنی، النساب، ملک نجد، ص ۱۰۔

۲۔ حاشیہ مقدمۃ التتبع، شیخ الوہدنی، النساب، ملک نجد، ص ۱۰۔

ناظرین! ان احادیث کو پڑھیں جو اوپر رکھیں جن میں یہ مذکور ہے کہ گنوارہن، بے رحمی، سنگدلی، ریہہ اور مضر میں ہے اور خود مٹو کی صاحب کی ذکر کردہ کفر، اعمال اور سند طایسی کی وہ حدیثیں پڑھ لیں جو ان قبائل کے بارے میں خود مٹو کی صاحب نے ص ۸۹ پر نقل کی ہیں جنہیں ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں تو ان کا ایمان تازہ ہو جائے گا۔

نیز یہ بھی ذہن میں، غما لیں کہ ابن عبدالوہاب "حنینیہ" میں پیدا ہوا تھا جو میلہ کذاب کی بھی جائے پیدائش ہے نیز یہ بھی ذہن میں، غما لیں کہ ابن عبدالوہاب نے ابن سعود کو شیشے میں اتارنے کے لئے اس سے اپنی لڑکی کی شادی کی تھی اب ان دونوں میں سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ مضر اور ربیعہ دونوں کی فحشویات کی حامل اور آتھ شراب ہوئی، کرپلا اور نیم چڑھا!

بغداد شریف

بغداد شریف چونکہ سرکارِ نوحۃ العظمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسکن ہے اس لئے اس پر ان اللہ والوں کی خاص نظر عنایت ہے اس لئے اس کی متعلق بھی کچھ لکھنا ضروری ہے۔

بغداد کو شہنشاہ منصور عباسی نے سن ۱۲۶ھ میں بسایا تھا اسے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ اور اس کے عہد سے لے کر آج تک عراق کا دارالسلطنت ہے چونکہ مرکزی شہر میں رہ کر پورے ملک پر اثر و اتنا آسان ہوتا ہے اس لئے ممت نے عظیم اولیاء کرام و علماء عظام نے بغداد میں سکونت اختیار کی۔ ان کی فہرست اتنی طویل ہے کہ اگر صرف ان کے نام گنائے جائیں تو ایک دفتر تیار ہو جائے گا۔ حافظ ابوبکر بغدادی نے کہا:

"بغداد کے مثل جلیل القدر دنیا میں کوئی شہر نہیں تھا اور جتنے کثیر علماء اور مشاہیر وہاں تھے کہیں نہیں تھے ناظرین! اس کا اندازہ اس سے کریں کہ وہاں تین لاکھ مسجدیں تھیں"۔

سرکارِ نوحۃ العظمیٰ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ و مشائخ بغداد ہی میں تھے حضرت خواجہ

۱۔ ابوالغدا، حافظ ابن اثیر، حاشیہ، طبع، ص ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰۔

غریب نواز سلطان الہند کے مرشد برحق حضرت خواجہ عثمان ہارونی (رحمہم اللہ تعالیٰ) اپنے فیض کا دریائے بغدادی میں بہا رہے تھے شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرشد حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی بغدادی کے تھے۔ یہی وہ فخر روزگار مقدس شہر ہے جہاں حضرت معروف کرشی، حضرت سری سقطی، سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی، حضرت شبلی جیسے سرخیل اولیاء آج بھی آسودہ ہیں (رحمہم اللہ)۔

امام الامتہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، ان کے تلامذہ حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام محمد، حضرت امام احمد بن حنبل جیسے عمائد ملت بغدادی میں رہتے تھے حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے بار بار بغداد کا سفر کیا، فرمایا کرتے تھے جس نے بغداد میں دیکھا اس نے دنیا نہیں دیکھا اور فرمایا میں جس شہر میں بھی گیا اس کو میں نے سفر شمار کیا مگر بغداد جب بھی گیا میں نے اس کو وطن شمار کیا۔^۱ بغداد علم حدیث و فقہ کا وہ عظیم مرکز ہے کہ حضرت امام بخاری نے فرمایا:

”علم حدیث حاصل کرنے کے لئے کوئٹہ و بغداد اتنی بار گیا کہ شمار نہیں۔“^۲

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، امام بخاری علیہ الرحمہ کو عراق رہنے پر ابھارتے رہتے اور خراسان مقیم ہونے کے ارادے پر ملامت کرتے رہتے مگر وہ نہیں مانے۔^۳ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ بغداد سے اپنے وطن جانے لگے تو حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے ان سے فرمایا:

”یا ابا عبد اللہ تترك العلم والناس وتسير الى خراسان۔“^۴

اے عبداللہ! علم اور لوگوں کو چھوڑتے ہو اور خراسان جا رہے ہو۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس سرزمین کو علم اور جہاں کے لوگوں کو

۱۔ ابوالفداء حافظ ابن کثیر دمشقی، علامہ، متوفی ۷۴۷ھ، البدایہ والنہایہ، ج ۱۰ ص ۱۰۲۔

۲۔ احمد بن علی بن جریر حنفی، علامہ، متوفی ۸۵۲ھ، ہدی الساری، ص ۲۶۹۔

۳۔ ابوالفداء حافظ ابن کثیر دمشقی، علامہ، متوفی ۷۴۷ھ، البدایہ والنہایہ، ج ۱۱ ص ۲۵۔

۴۔ ابن جریر عبد الوہاب بن قتیب الدین سبکی، علامہ، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج ۲ ص ۵۔

انسان کہیں اس کے خلاف زہر ایشانی مقتضائے طبیعت کے علاوہ اور کسی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ جب بخارا میں فتنوں کے نشانہ بنے تو بغداد کے چھوڑنے پر ہیچ نہ تھے اور حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا ارشاد یاد کرتے تھے:

ابن علیہ نے کہا:

حدیث کی طلب میں بغداد والوں سے زیادہ کچھ دارا اور ایفائے وعدہ میں ان سے زیادہ اچھا کسی کو نہ دیکھا۔

ابوبکر بن عیاش نے کہا:

اسلام بغداد میں ہے۔ ابو معاویہ نے کہا، بغداد دار دنیا، دار آخرت دونوں ہے۔

ایک صاحب نے کہا:

”اسلام کی خوبیوں میں سے بغداد میں جمعہ کا دن ہے اور ایک صاحب نے کہا جو مدینہ الاسلام میں جمعہ میں حاضر ہوگا اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اسلام کی عظمت بٹھا دے گا کیونکہ ہمارے مشائخ نے فرمایا بغداد میں جمعہ کا دن دوسری جگہوں میں عید کے دن کے مثل ہے اس کی جامع منصور میں ہر جمعہ کو ستر اولیاء کرام نماز جمعہ پڑھتے ہیں“

اور کچھ لوگوں نے کہا کہ:

”بغداد میں دس ہزار اولیاء کرام رہتے ہیں یہاں ہر رات پانچ ہزار قرآن مجید کا قلم ہوتا ہے۔“^۱

بغداد کے دشمنوں کو اور کچھ نہیں ملا تو یہ لکھ مارا کہ بغداد غصب کی زمین پر بنا ہے ایسے کور مقرر کیا دکھائیں البتہ انصاف پسند مسلمان ملا حظہ کریں، بطبری میں ہے:

”بغداد پہلے ساٹھ کا شہکاروں کا کھیت تھا منصور نے سب کو معاوضہ دیا اور انہیں راضی کر کے شہر کی بنیاد رکھی۔“

۱۔ ابوالفداء حافظ ابن کثیر دمشقی، علامہ، متوفی ۷۴۷ھ، البدایہ والنہایہ، ج ۱۰ ص ۱۰۲۔

۲۔ ابو جعفر محمد بن جریر بطبری، مفسر مؤرخ تاریخ الامم والملوک، جلد تاسع ص ۲۴۲۔

رہ گیا وہاں کچھ فتنوں کا ہونا تو ہم بار بار بتا آئے کہ اس سے کوئی بھی مرکزی شہر محفوظ نہیں رہا حتیٰ کہ حرین طہین بھی، بیت المقدس کو لے لیجئے جس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ﴿وَإِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ﴾ اس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی ہے وہاں کتنے فتنے اٹھے اور وہ بھی کتنے عظیم، ایک وہ وقت تھا اس پر صلیبیوں نے قبضہ کیا ہزار ہا مسلمانوں کو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کیا ان کے خون بارش کے پانی کی طرح نالوں میں بہنے لگے۔ نوے سال تک نصرانیوں کے قبضہ میں رہا اور آج دنیا کی ذلیل ترین قوم یہود کے قبضہ میں ہے آپ دور کیوں جائیے اپنے دارالسلطنت دہلی کو لے لیجئے وہ کتنی باریگاہیں سے سنگین فتنوں سے دوچار ہوئی نادر شاہ درانی کا قتل عام، مرہٹوں کا تسلط، ۱۸۵۷ء کا حادثہ اور آزادی (۱۹۴۷ء) کے بعد جو کچھ ہوا اسے کون بھولا ہے کیا ان فتنوں کو سامنے رکھ کر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے لے کر حضرت شاہ عبدالعزیز (رحمہم اللہ) تک کے علماء اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے لے کر حضرت کلیم اللہ جہان آبادی (رحمہم اللہ) تک کے اولیاء کرام کے دینی، ملی اور روحانی کارناموں کو دلی کی تاریخ سے خارج کر دیجئے گا؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر کوہ بصرہ، بغداد کے چند فتنہ پرور افراد کی وجہ سے ان مبارک شہروں کے ہزار ہا اولیاء کرام، علماء عظام، ائمہ محدثین اور آئمہ مجتہدین کی دینی خدمات کو بھلا کر عوام کو یہ باور کرانا کہ یہ فتنوں کی زمین ہے بلکہ فریبی نہیں تو اور کیا ہے؟ جب کہ ان شہروں میں فتنوں کے بانی مہابی اپنی اصل کے اعتبار سے نجد کے باشندے تھے اپنے اصل مولد کی سرشت ان کی رگ و پے میں رچی بسی تھی جس کی وجہ سے جہاں بھی گئے جنگ و جدال، افتراق و اختلاف کرتے رہے۔

فرات:

عراق کی عداوت کا جوش جب اور تند ہوا تو عراق کے قبائح میں یہ حدیث بھی نقل کر دی کہ فرمایا گیا ہے:

”عنقریب فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا وہاں کے باشندے کہیں گے کہ اگر لوگوں

کو چھوڑ دیں کہ جس کا جی چاہے لے جائے تو لوگ پورا پہاڑ لے جائیں گے اس پر جنگ ہوگی اور ننانوے فیصد مارے جائیں گے۔“

کوئی بتائے اس میں فرات کا کیا تصور ہے یہ تو ان حربوں اور تگ دلوں کی غلطی کا نتیجہ ہے اب آئیے ہم فرات کے بارے میں وہ فضیلت سنائیں کہ مومنوں کا دل باغ باغ ہو جائے بخاری و مسلم وغیرہ میں حدیث معراج میں ہے:

”وفی اصلها اربعة انهار نهران باطنان ونهران ظاہران اما الباطنان ففی الحنة واما الظاہران فالفرات والنیل“۔

سدرۃ المنتہی کی جڑ میں چار دریا ہیں دو باطن اور دو ظاہر، باطنی دریا جنت میں جاتے ہیں اور ظاہری فرات اور نیل ہیں۔

مسلمان اپنے ایمان سے پوچھیں کہ جو ملک ایسے متبرک دریا سے سیراب ہوتا ہو جس کا منبع سدرۃ المنتہی ہو جو جنتی نہروں کے تخرن سے نکلا ہو اور بقوں آپ کے جس ملک کو یہ دریا گھوم پھر کر اپنے لپیٹ میں لئے ہوئے ہیں اس کی عظمت کو کبھی بھی وہ نجد پہنچ سکتا ہے جہاں کے لوگ برہنہا برس تک حضور اقدس اور صحابہ کرام سے لڑتے رہے جہاں سیلہ کذاب پیدا ہوا جہاں ابن عبدالوہاب پیدا ہوا جس نے ان درندوں کو جنم دیا جو دو سو سال تک نجد و حجاز کے مسلمانوں کو جہنم سے نہیں رہنے دیا ان کو قتل کرتے رہے ان کے مال لوٹتے رہے ان کی عورتوں کی عصمت دری کرتے رہے اور جہاں آج بھی یہود و نصاریٰ شراب پی رہے ہیں خنزیر کھا رہے ہیں عرب خواتین کی آبروریزی کر رہے ہیں جہاں آج صلیب پرستی ہو رہی ہے جہاں کاشہنشاہ خادم الحرمین کا لیل لگا کر وہ ناکرو نیاں کر رہا ہے جو مسلمانوں ہی کے نہیں انسانیت کے دامن پر بدترین داغ ہے۔

امامت کا جھگڑا:

انجیر میں کچھ نہیں ملا تو کوفے میں ایک آدھ بار امامت کا جوتنازع ہوا اسے ذکر کر دیا گیا

مگر جناب کو معلوم ہونا چاہئے اور نہ معلوم ہو تو مومن کے معرکوں سے پوچھ لینا چاہئے کہ مومن کے غیر مقلدین نے امامت کے کتنے کتنے بھٹڑے کھڑے کئے مار پیٹ کی نوبت آئی مقدمے بازیاں تک ہوئیں اور ذرا بنارس جا کر بھی دریافت کر لیں تو آپ کا مارغ روشن ہو جائے گا اور آپ پر تو ظاہری ہی ہے ہر مسلمان دیکھ لے گا کہ بقول آپ کے کون سے فتنہ گروں کے مقلد آپ لوگ ہیں کہ کون سے امامت کا بھٹڑا اٹھا رہا تو آپ لوگ بھی جہاں بھی ہیں اس کی تقلید میں امامت کا بھٹڑا کھڑا کرتے ہیں۔

قصہ غم کیا تمہیں نے طویل

بڑھ نہ جاتی تو بات کچھ بھی نہ تھی

بالعجب

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث اللہم بارک لنا میں وارد وفقی نجدنا۔ سے مراد عرب کا مشرقی صوبہ نجد ہی ہے۔ عراق کسی طرح مراد نہیں ہو سکتا یہ بحث مکمل ہو چکی ہے۔ ایسی کہ اب کسی کو مجال و مژدن نہیں۔ مزید کی کوئی ضرورت نہیں تھی مگر کتابت کے بعد معلوم ہوا کہ جز پور سے ہونے میں کچھ صفحات کی کمی ہے اس لئے ناظرین کی ضیانت طبع کے لئے بطور تفکد یہ چند سطر لکھ رہا ہوں ایک جگہ لکھا:

”ساتھ ہی ساتھ اگر ہم ان حوالوں کو درست مان لیں جن میں یہ مذکور ہے کہ غزوہ تبوک

کے موقع پر تبوک سے بھی آپ نے ”مشرق“ کو سرچشمہ کفر و ضلالت بتایا ہے تو ہمیں

شمال مشرق کہنے کی حاجت بھی نہ ہوگی کیونکہ تبوک مدینہ منورہ سے تقریباً آٹھ گھنٹہ شمال

میں واقع ہے“ (ص ۳۷)

یہ تحقیق کا عطر مجموعہ اس کی دلیل ہے کہ انسان جب دیدہ و دانستہ حقائق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تو کسی نہ کسی طرح اس کا اندرونی خلفشار عیاں ہو جاتا ہے اور ضمیر کی ملامت اسے مضطرب کئے رہتی ہے یہاں موصوف کی ضمیر کی آواز مکمل کر سنائی دے رہی ہے۔

احادیث کریمہ میں صاف صاف مشرق کا لفظ ہے اور جاذبہ خصوصاً مدینہ طیبہ سے مشرق ”نجد“ ہی ہے۔ عراق مدینہ طیبہ سے شمال میں واقع ہے البتہ شمال کے مشرقی حصے میں۔ اس لئے مشرق سے عراق کسی طرح مراد نہیں ہو سکتا ہے متعین ہے کہ اس سے مراد نجد ہی ہے۔ اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے موصوف نے تقبی بیترا بایاں کی ہیں۔ اس کا قدرے بیان گزر چکا مگر پھر بھی بات نہ بنی تو اب یہ پیوند کاری کی تقلید میں مشرق سے مراد شمال مشرق ہے اس پر گزارش ہے کہ:

اولاً قرآن و احادیث کے الفاظ کریمہ کے صریح معنی بلا وجہ شرعی چھوڑ کر دوسرے معانی مراد لینا الحاد و زندقہ اور تحریف معنوی ہے ورنہ امان اٹھ جائے ایک مشرک کہہ دے گا کہ قرآن میں کہیں نہیں کہ چند معبود نہیں ہو سکتے ہے تو یہ ہے ﴿وَاللّٰهُمَّ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ مراد یہ ہے کہ بڑا معبود ایک ہے اللہ پر تنوین تعظیم کی ہے جیسے ”شراہر داناب“ میں ہے اب اگر کوئی چھوٹے چھوٹے گروڑوں معبود بنالے تو اس کے معارض نہیں۔

ثانیاً اس کی تائید میں یہ کہا کہ تبوک میں غزوہ تبوک کے موقع پر وہ فرمایا مگر اس پر جناب کو بھی اطمینان نہیں کیونکہ یہ پہلے ہی لکھ دیا اگر ہم ان حوالوں کو درست مان لیں یہ غمازی کر رہا ہے کہ ان حوالوں میں دال میں کچھ کالا ہے صحیح احادیث کو رد کرنے کے لئے بخروج روایتوں پر صرف غیر مقلد اپنے مذہب کی بنیاد رکھ سکتے ہیں کوئی مسلمان اس کی جرأت نہیں کر سکتا قبلہ جب ان حوالوں پر آپ کو اعتماد نہیں تو اس سے جو نتیجہ نکال رہے ہیں وہ کیسے درست ہوگا؟ دلیل مجروح تو مدعی بھی مجروح۔

ثالثاً اگر آپ نے ان حوالوں کو لکھا ہوتا تو ہم آپ کو بتا دیتے کہ آپ کس طرح احادیث صحیحہ کے ساتھ کھلواڑ کر رہے ہیں آپ نے ان حوالوں کو نہیں لکھا تو ہم بھی بات کو مختصر کرنے کے لئے اس سے درگزر کرتے ہیں ہمیں یہ بتانا ہے کہ نقشہ اٹھا کر دیکھ لیں تبوک سے مشرق بھی نجد ہی ہے عراق نہیں عرض البلد کے خط نمبر ۳ پر جو اہل القدس اور تبوک کے درمیان ہے۔ نظر ڈالیں یہ خط مغرب سے مشرق کو ہے۔ دیکھیں اس خط سے تبوک کتنے فاصلے پر ہے عراق کی سرحد اس خط سے بہ نسبت تبوک کے قریب ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ عراق، تبوک سے بھی شمال مشرق کی طرف ہے

سیدھے مشرق میں نہیں۔ تبوک سے بھی مشرق میں نجد ہی ہے۔

اعجب العجائب:

مؤوی صاحب نے لکھا:

”تو پھر یہ عین ممکن ہے کہ آپ نے موسم سرما (سردی کی موسم) میں یہ پیش گوئی کی ہو۔

اس لئے کہ موسم سرما میں سورج شمال مشرق کی سمت سے طلوع ہوتا ہے اور موسم گرما میں جنوب مشرق سے۔ اسی خاص معنی کے اعتبار سے اسے حدیث شنائی بھی کہا جاسکتا ہے“

اولہ جس شخص کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ غزوہ تبوک موسم سرما میں ہوا تھا کہ موسم گرما میں اس کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ کبھی قرآن مجید کی تلاوت بھی نہیں کرتا اور اگر کرتا ہے تو ﴿وَرَبِ تَالِي الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنَ يُلَعَنُ﴾ بہت سے قرآن کی تلاوت کرنے والوں پر قرآن لعنت کرتا ہے کہ مصداق ہے یہ بزرگ کسی مدرسے کے فارغ التحصیل ہیں اگر وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو انہیں نظر آتا کہ قرآن مجید میں غزوہ تبوک ہی کے بارے میں ہے:

(۱) ﴿فَرَجَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللَّهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ﴾ (التوبہ: ۸۱/۹)

(غزوہ تبوک) سے پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے کہ وہ رسول اللہ کے پیچھے بیٹھ رہے اور انہیں گوارہ نہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور کہا اس گرمی میں نہ لگلو۔ (کنز الایمان)

(۲) تمام مدارس عربیہ میں پڑھائی جانے والی تفسیر کی مشہور و معروف کتاب جلالین میں ہے۔

﴿فَرَجَ الْمُخَلَّفُونَ﴾ عن تبوك تبوک سے رہ جانے والے خوش ہوئے۔

(۳) آپ ہی کے ایک غیر مقلد بزرگ فتح محمد جاندھری صاحب نے اس آیت کے ترجمے میں لکھا ہے جو لوگ (غزوہ تبوک میں) پیچھے رہ گئے۔ مگر اس پر تعجب کی بات نہیں۔ اب معذرت کر سکتے ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں اہل قرآن نہیں کہ قرآن پڑھیں اور قرآن مانیں

تو لیجئے حدیث میں ہے وہ بھی بخاری کی حدیث میں۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”غزاه رسول الله ﷺ في حر شديد“^۱

رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لئے سخت گرمی میں نکلے تھے۔

لیکن آپ لوگوں کو سوائے چند اختلافی حدیثوں کے اور کسی حدیث سے غرض کیا کہ یہ

معلومات ہوں۔

ثانیاً اس سے دلچسپ یہ کہ موسم سرما میں سورج شمال مشرق سے نکلتا ہے الخ۔ اللہ اللہ! یہ مبلغ علم اور دعویٰ اجتہاد۔ ایک پڑھا لکھا دیہاتی بھی جانتا ہے کہ موسم سرما میں سورج مشرق کے جنوبی حصے سے نکلتا ہے اور موسم گرما میں مشرق کے شمالی حصے سے جس پر مشاہدہ شاید ہے جو لوگ اپنی غرض فاسد حاصل کرنے کے لئے مشاہدے کے خلاف بھی دعویٰ کر سکتے ہیں ان سے احادیث کی تحریف معنوی کی کیا شکایت۔ ہم یہ حسن ظن رکھتے کہ یہ کاتب نہ الٹ پیہر کر دیا ہے مگر اخیر میں جو لکھا کہ یہ حدیث شنائی ہے اس نے مہر کردی کہ یہ آجنا ب کی تحقیق اینٹ ہے کاتب بچارے کی قابلیت کا کرشمہ نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلمات میں تحریف کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ یہی سزا دیتا ہے۔

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ طَعَنَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَسَمِعَهُمْ وَأَصْبَارَهُمْ﴾

ان کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کردی۔

كذالك يطعن الله على كل قلب متعبر حبار

—————<<<>>>—————

☆ ضیاء الکیڈمی کے دیگر علمی جواہر پائے

ان شاء اللہ غریب کتب خانوں میں دستیاب ہوں گے

☆ الزَّوَّاجِرُ عَنْ اقْتِرَافِ الْكِبَائِرِ (اردو ترجمہ)

﴿مفسر شیخ الاسلام حضرت علامہ احمد بن محمد رحمہ اللہ کی علیہ الرحمہ﴾



☆ ذکر اللہ

﴿مفسر مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا ابراہیم رضا جیلانی قدس سرہ﴾



☆ ایمان کیسے بچائیں

﴿مفسر حضرت علامہ مولانا مفتی شہاب الدین قدس سرہ﴾



مولوی اسماعیل دہلوی

اک

نہج البلاغہ

حضرت مولانا محمد رفیع الدین

ضیاء الکیڈمی

السلام

تحریک تحفظ ختم نبوت

قادیانیت

مولانا محمد رفیع الدین

ضیاء الکیڈمی

اسلام کا اعجاز

مرد و عورت

فاضل علم اسلام مولانا مفتی شہاب الدین قدس سرہ

ضیاء الکیڈمی

ہم عصر علماء

مولانا محمد رفیع الدین

ضیاء الکیڈمی